عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۶ | ۴ تا ۱۰ صفر المظفر ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۴ تا ۳۱ اکتوبر ۲۰۱۷ء | شمارہ: ۴۰

استخارہ سنّت کے مطابق کیجیے

الیکشن قوانین میں تبدیلی اور ختمِ نبوّت کا مسئلہ

قادیانیوں کو مسلمان قرار دینے کی نازیبا کوشش

حلف نامہ و اقرار نامہ میں فرق

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Email: editorkn@yahoo.com

بغیر بتائے مستحق کو زکوٰۃ دینا

س:......کیا فقیر، مسکین وغیرہ کو یہ بتانا ضروری ہے کہ یہ زکوٰۃ کی رقم ہے؟ یا بغیر بتائے بھی دے سکتے ہیں؟

ج:...... یہ بتانا ضروری نہیں کہ یہ زکوٰۃ کی رقم ہے بلکہ کسی بھی نام اور عنوان سے دینا جائز ہے۔ زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔

رضاعی بہن سے نکاح درست نہیں

س:......میرے چچا کی بیٹی نے میری والدہ کا دودھ پیا ہے میری چھوٹی بہن کے ساتھ، یہ اس وقت کی بات ہے۔ جبکہ چچا کی اہلیہ کا انتقال ہوگیا تھا اور اس کی بیٹی کی عمر ڈیڑھ سال تھی اور میری بہن کی عمر ایک سال اور بقول میری والدہ کے میری عمر دس سال تھی۔ اب کیا شرعاً میرے لئے چچا کی اس لڑکی (جس نے میری والدہ کا دودھ پیا ہے) سے نکاح کرنا جائز ہے؟

ج:......بصورت مسؤلہ آپ کی چچازاد بہن نے آپ کی والدہ کا دودھ مدت رضاعت میں یعنی دو سال سے کم عمر میں پیا ہے، جیسا کہ سوال میں درج ہے اس لئے وہ آپ کی رضاعی بہن ہوگئی ہے، لہٰذا اس کے ساتھ آپ کا نکاح نہیں ہوسکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کیا معتکف شدید بیماری میں اعتکاف توڑ سکتا ہے؟

س:......اگر معتکف حالت اعتکاف میں شدید بیمار ہوجائے اور علاج معالجہ کی ضرورت پڑ جائے تو کیا شرعاً ایسا عذر ہے جس کی وجہ سے اعتکاف توڑنا جائز ہو؟

ج:......جی ہاں! مرض اور اس کا علاج شرعاً ایسا عذر ہے جس کی وجہ سے اعتکاف توڑنا جائز ہے۔

غیر مسلم کا اعتکاف میں بیٹھنا

س:......کیا کسی غیر مسلم کا اعتکاف میں بیٹھنا جائز ہے؟

ج:......نہیں، غیر مسلم کا اعتکاف میں بیٹھنا جائز نہیں۔

س:......اگر کسی حاملہ عورت کو طلاق ہوجائے تو اس کی عدت کیا ہوگی؟

ج:...... حاملہ عورت کی عدت وضع حمل یعنی بچے کی پیدائش ہے۔

قرآن کریم میں ہے: ''و اولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن۔''

استخارہ خود کریں

س:......میں نے دو سال پہلے اپنی بیٹی کا رشتہ اپنے بھائی کے گھر کیا' اس میں میری بیٹی کی مرضی شامل نہیں تھی' اس کو منایا اور یہ رشتہ ہوگیا' پھر کچھ ایسے حالات ہوئے کہ مجھے اپنی بیٹی کا یہ رشتہ توڑنا پڑا' جبکہ میری بیٹی نہیں چاہتی تھی کہ اس کی وہاں شادی ہو۔ اب اس کے لئے ایک رشتہ آیا ہوا ہے' خاندان والے اس رشتے کے خلاف نہیں' اس بارے میں مجھے استخارہ کروانا ہے کہ یہ رشتہ مناسب ہے یا نہیں؟

ج:......استخارہ کا معنی ہے اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنا یا مشورہ طلب کرنا' اس لئے آپ یا آپ کی بیٹی ہی استخارہ کریں اور مسنون استخارہ کا طریقہ بہشتی زیور میں موجود ہے۔ آج کل جو استخارہ کے اشتہارات آتے ہیں' ان پر اعتماد کرنا کم از کم مجھے تو سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ لوگ دیکھا جائے تو کاروباری ہیں اور کاروباری لوگوں پر اس خالص دینی معاملہ میں اعتماد کرنا اپنے اور بچوں سے کھیلنے کے مترادف ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۶ ۲۴ تا ۱۰ر صفر المظفر ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ ر اکتوبر ۲۰۱۷ء شمارہ:۴۰

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

حلف نامہ و اقرار نامہ میں فرق!	۵	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
الیکشن قوانین میں تبدیلی اور ختم نبوت کا مسئلہ	۷	پروفیسر ڈاکٹر محمد مشتاق
استخارہ سنت کے مطابق کیجئے	۹	مولانا محمد عمر انور
میاں زبیر احمد دین پوریؒ کی رحلت	۱۲	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
قادیانیوں کو مسلمان قرار دینے کی نازیبا کوشش	۱۳	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
''محمد رسول اللہ'' کا قادیانی تصور	۱۶	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
مولانا اللہ وسایا کا تبلیغی دورہ	۱۹	مولانا عبدالعزیز لاشاری
مرزا قادیانی کی پیشین گوئی	۲۱	مولانا کفیل احمد علوی کیرانوی
رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام (۵)	۲۳	حافظ عبیداللہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زر تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35.Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

تلاوت قرآن کی فضیلت

حدیث قدسی ۱۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ صاحب قرآن قیامت میں حاضر ہوگا، پس قرآن اللہ تعالیٰ کی خدمت میں عرض کرے گا: اے رب! اس کو لباس عطا فرمائیے، اللہ تعالیٰ کرامت کا تاج اس کو پہنا دے گا، پھر قرآن عرض کرے گا: اے رب! اس کو کپڑے عطا کیجئے اللہ تعالیٰ اس کو شرافت اور کرامت کے لباس سے آراستہ کردے گا، پھر قرآن عرض کرے گا، اے رب! اس سے راضی ہوجا پس اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوجائے گا اور کہا جائے گا، اے شخص پڑھ اور چڑھتا جا اور ہر آیت کے بدلہ ایک نیکی زیادہ کی جائے گی۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

مطلب یہی ہے کہ آیات کی تعداد کے موافق درجے بلند ہوں گے۔

مساجد، اذان، نماز، نوافل اور رات کا قیام

حدیث قدسی ۱: حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: تیرا رب اس بکریاں چرانے والے چرواہے سے بہت خوش ہوتا ہے جو کسی پہاڑ کی چوٹی پر بکریاں چراتا ہے اور نماز کے وقت اذان دے کر نماز پڑھ لیتا ہے پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرے اس بندے کو دیکھو اذان دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے مجھ سے ڈرتا ہے، بے شک میں نے اس بندے کو بخش دیا اور اس کو جنت میں داخل کروں گا۔ (ابوداؤد، نسائی)

یہ اس شخص کا ذکر ہے جو اپنی گزر بکریوں کے دودھ سے کرتا ہے اور اپنی زندگی جنگل میں گزارتا ہے۔ لیکن نماز کا پابند ہے، جب نماز کا وقت آتا ہے اذان دے کر نماز پڑھ لیتا ہے۔

نماز

س:...واجب کسے کہتے ہیں؟

ج:... جس پر عمل کرنا فرض کی طرح ہی ضروری ہو فرض اور واجب میں فرق صرف عقیدے کے اعتبار سے ہے (عملی اعتبار سے نہیں) جو فرض کو نہ مانے وہ کافر ہوجاتا ہے، جو واجب کو نہ مانے وہ کافر نہیں ہوگا گمراہ کہلاتا ہے، جو فرض و واجب پر عمل نہ کرے فاسق وفاجر (گناہگار نافرمان) بن جاتا ہے۔

۱:... پنج وقتہ نمازوں میں نماز وتر واجب ہے جو عشاء کی نماز کے ساتھ مگر عشاء کے فرض پڑھنے کے بعد ہی پڑھے جانے سے ادا ہوتی ہے۔ یہ تین رکعتوں والی نماز ہے جسے احناف ایک سلام سے پڑھتے ہیں اور اس میں دعائے قنوت بھی پڑھی جاتی ہے، اس کے ادا کرنے کا وقت روزانہ عشاء کے فرضوں کے بعد شروع ہوتا ہے اور فجر کا وقت شروع ہونے سے پہلے پہلے تک باقی رہتا ہے، اگر کسی رات پڑھنے سے رہ جائیں تو ان کا پڑھا جانا وقت گزر جانے کے بعد بھی ضروری ہوتا ہے جسے قضا کہتے ہیں، اگر زندگی بھر میں قضا بھی نہ پڑھی جاسکیں تو مرتے وقت مالی فدیہ دینے کی وصیت کرنے کا حکم ہے اور مرنے کے بعد اسے ورثاء روزانہ کی مستقل ایک نماز شمار کرکے (فدیہ جو کہ ایک صدقۃ الفطر کے برابر ہے) ادا کرتے ہیں۔

۲:... نماز وتر کے علاوہ شہریوں (بڑی آبادیوں کے رہنے والوں) پر عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی دو دو رکعتیں پڑھنا واجب ہیں مگر یہ اپنے وقت میں باجماعت ہی پڑھی جاسکتی ہیں اور بعد میں ان کی نہ زندگی میں قضا ہے، نہ ہی مرنے کے بعد فدیہ ہے، البتہ بغیر عذر کے نہ پڑھنے والا گناہگار ہوگا اور یہ گناہ توبہ سے معاف ہوگا۔

۳:... جب طواف کرنے والا بیت اللہ کے طواف کے سات چکر پورے کرلے تو اس پر دو رکعتیں واجب الطواف کی نیت سے پڑھنا واجب ہوجاتا ہے، اگر انہیں ادا نہ کیا جائے تو یہ موت تک واجب رہتی ہیں۔ البتہ موت کے بعد اس کا فدیہ نہیں ہے۔

۴:... اگر کوئی شخص بطور منت (نذر) اپنے اوپر کچھ رکعتیں پڑھنا لازم کرلے تو ان تمام رکعتوں کا پڑھنا اس پر واجب ہوجائے گا اور اس وقت تک واجب رہیں گی جب تک کہ پڑھ نہ لی جائیں، البتہ موت کے بعد اس کا فدیہ نہیں ہے۔

۵:... اگر کوئی شخص نفل نماز پڑھنے کی ابتدا (شروع) کردے تو اس نماز کا مکمل کرنا اس پر واجب ہوجائے گا اگر درمیان میں نماز ٹوٹ جائے تو ان دو رکعتوں کو از سر نو دوبارہ پڑھنا ہوگا نہ پڑھنے کی صورت میں گناہگار رہے گا، البتہ موت کے بعد اس کا بھی کوئی فدیہ نہیں ہے۔

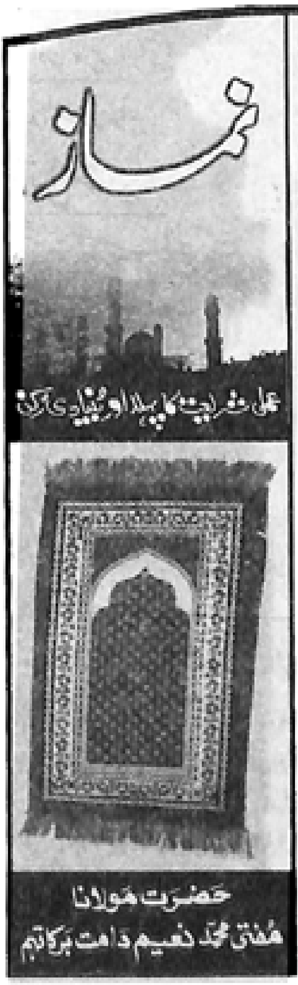

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

حلف نامہ واقرارنامہ میں فرق!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

واقعات شاہد ہیں کہ:

۱:... میاں محمد نواز شریف صاحب نے اپنی پہلی وزارت عظمیٰ کے دور میں اپنی پارٹی کے پارلیمانی اجلاس میں بھی کہا تھا قادیانیوں سے متعلق اگر ترمیم آئین سے ختم کردی جائے تو ہمارے سارے قرضے معاف ہوجائیں گے۔ اس کے لئے امریکا تیار ہے، وہ تو جناب راجہ ظفرالحق صاحب ڈٹ گئے کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ جو آپ نے کہا اس کے ردعمل کا بھی آپ کو اندازہ ہے؟ تو اس پر نواز شریف صاحب طرح دے گئے کہ نہیں وہ تو میں نے ویسے ہی کہا۔

۲:... جناب نواز شریف صاحب نے قادیانیوں کو اپنا بھائی کہا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازلی ابدی مخالفین، ختم نبوت کے منکرین اور اہانت رسول کرنے والوں کو اپنا بھائی کہنے کا کام جناب میاں صاحب نے ہی انجام دیا۔

۳:... میاں محمد نواز شریف نے قائداعظم یونیورسٹی سے ملحقہ فزکس کے ادارہ کا نام ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے نام پر رکھا، جس عبدالسلام قادیانی نے پاکستان کی سرزمین کو لعنتی کہا۔ ان قادیانیوں کے لئے میاں صاحب کا یہ نرم گوشہ اور علامہ اقبالؒ کا جواہر لال نہرو کو کہنا کہ قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں۔ قادیانیوں کے بارہ میں علامہ اقبال کا فرمان اور میاں محمد نواز شریف کے عمل میں واضح تضاد آخر کیوں؟

۴:... مبینہ طور پر نواز شریف صاحب نے حالیہ دور اقتدار میں اپنا پرسنل سیکریٹری قادیانی کو لگایا اور پھر جناب خاقان عباسی صاحب کے وزیراعظم بننے پر اسے نواز شریف نے پابند کیا کہ اس پرسنل سیکریٹری کو تبدیل نہ کیا جائے۔ اب وہ عباسی صاحب کے ساتھ امریکا کے دورے پر گیا ہے اور یہ کہ اب اسے ورلڈ بینک میں بھیجنے کی تیاری ہورہی ہے۔

۵:... خوشاب میں پہلے ضلعی پولیس آفیسر (ڈی پی او) خدابخش نھوکہ قادیانی کو لگایا گیا۔ میاں شہباز شریف صاحب کے پاس ضلع کے ایم این ایز اور ایم پی ایز کا وفد گیا کہ قادیانی کو تبدیل کیا جائے۔ چھوٹے میاں صاحب نے فرمایا کہ کیا تم نے اس کے پیچھے نمازیں پڑھنی ہیں؟ اس پر ممبران نے کہا کہ ایک ضلع قادیانی افسر کے رحم وکرم پر چھوڑنا بھی قرین انصاف نہیں؟ میاں صاحب چپ تو ہوگئے، لیکن تبادلہ کے مطالبہ کو تسلیم نہ کیا۔ خدابخش نھوکہ قادیانی کی فرعونیت کا اندازہ کریں کہ محکمہ انہار کے ایکسین کو اپنے ہاتھ سے پیٹا۔ صوبہ بھر میں محکمہ انہار کے ملازمین نے احتجاج کیا، خدابخش نھوکہ قادیانی معطل ہوا، قبلہ شہباز شریف صاحب نے اسے بحال کیا، ترقی دی اور ڈی آئی جی بنادیا اور پھر خدابخش نھوکہ کی جگہ وقارالحسن نھوکہ قادیانی کو خوشاب کا ڈی پی او لگادیا گیا، جو قادیانی بھی ہے، خدابخش نھوکہ کا بھتیجا اور داماد بھی ہے۔ سالہا سال سے خوشاب ضلع کا ضلعی پولیس آفیسر یکے بعد دیگرے قادیانی چلا آرہا ہے۔ خوشاب میں اٹامک انرجی کا اہم شعبہ کام کررہا ہے اور قرب وجوار میں قادیانی آبادیاں ہیں اور پاکستان کے ایٹم کا ماڈل اور ایٹمی راز عبدالسلام قادیانی نے امریکا کو مہیا کئے تھے۔ ان تمام تر باتوں کے باوجود میاں صاحبان کا خدابخش نھوکہ کی نازبرداری کرنا محض اس لئے کہ خدابخش نھوکہ میاں شہباز صاحب کا کلاس فیلو ہے۔

۶:... سانحہ دوالمیال میں قادیانیوں کی سپورٹ اور مسلمانوں کو تختہ مشق بنانے کے لئے جو کچھ سرکاری سطح پر ہوا یا ہو رہا ہے لگتا ہے کہ حکومت نے قسم کھائی ہے کہ مسلمانوں کو قادیانیوں کے سامنے سرنگوں کرنا ہے۔

۷:... عید سے قبل جناب شہباز شریف صاحب سے وفاق المدارس کا وفد مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب کی سربراہی میں اور جمعیت علماء اسلام کا وفد مولانا فضل الرحمن صاحب کی سربراہی میں ملا۔ پنجاب حکومت کے سربراہ نے وعدے کئے لیکن ایک بھی وعدہ کا ایفا نہ کیا، نہ ایک عالم دین کو فورتھ شیڈول سے نکالا گیا۔ نہ ایک مدرسہ کو کھالوں کے سلسلہ میں سہولت دی گئی۔ لگتا یہ ہے کہ حکومت نے تہیہ کر رکھا ہے کہ جھوٹے وعدے کئے جاؤ، ہاں میں ہاں ملائے جاؤ، لیکن ان کا مطالبہ ایک بھی تسلیم نہ کرو۔

۸:... اب حال ہی میں قومی اسمبلی سے انتخابی اصلاحات کا جو بل منظور کرایا گیا ہے اس میں اسمبلی الیکشن کے لئے امیدواران کو حلف نامہ جمع کرانا پڑتا تھا کہ میں حلفیہ کہتا ہوں..... اب اس عبارت کو یوں بدل دیا کہ میں اقرار کرتا ہوں....... آخر ختم نبوت کے حلف نامہ کو اقرار نامہ میں تبدیل کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی؟ میرے خیال میں میاں صاحبان اتنے سادہ نہیں ہیں کہ وہ حلف نامہ اور اقرار نامہ کے فرق کو نہ سمجھتے ہوں۔ یہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے ایک گہری سوچ اور خطرناک چال کا حصہ ہے۔ قادیانیوں کو رعایت دینے کے لئے اور ختم نبوت سے متعلق ترمیم کو غیر موثر بنانے کے لئے جو کچھ ہو سکتا ہے۔ حکومت موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتی، یہ بلاوجہ نہیں، اس کے پردہ کے پیچھے چھپے ہوئے ہاتھوں کو غیر موثر بنانا ضروری ہے۔ لگتا ہے کہ میاں محمد نواز شریف نے ان تمام حالات سے کوئی سبق نہیں سیکھا، قادیانیت نوازی کی نحوست نے ان کو دیدۂ عبرت بنائے بغیر نہیں چھوڑنا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے غضب سے ہم پناہ چاہتے ہیں۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیّدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہٖ اجمعین.

اس موقع کی مناسبت سے یہ خبر اخبارات میں شائع کی گئی:

حکومت قادیانیت نوازی سے باز رہے: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کراچی (پ ر) الیکشن ریفارمز بل میں عبارت کی تبدیلی اور ترمیم ناقابل قبول ہے۔ تحفظ ختم نبوت سے متعلق قوانین اور الفاظ تک کا ہر قیمت پر دفاع کیا جائے گا۔ حکومت قادیانیت نوازی سے باز رہے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا خواجہ عزیز احمد، مولانا ناصر الدین خاکوانی، مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد و دیگر علماء کرام نے اپنے احتجاجی بیان میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ انتخابی اصلاحات بل کی آڑ میں "حلف نامہ" کے الفاظ اور دوسری عبارت کا اخراج کسی طرح برداشت نہیں کیا جائے گا۔ حکومت قادیانیوں کو ریلیف دینے کی مذموم کوشش کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ صاحب اقتدار طبقے کے اس اقدام سے دینی جماعتوں اور مذہبی حلقوں میں انتہائی تشویش پائی جاتی ہے۔ ملک وقوم اس وقت جس بحرانی کیفیت سے گزر رہے ہیں اس میں کوئی نیا محاذ کھولنا قرین مصلحت نہیں۔ علماء کرام نے سابق وزیراعظم کی قادیانیت نوازی کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ موصوف نے اپنے دور اقتدار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازلی وابدی دشمنوں اور منکرین ختم نبوت کو "بھائی" کہا۔ پاکستان کی سرزمین کو لعنتی قرار دینے والے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے نام قائداعظم یونیورسٹی کے شعبہ فزکس کو منسوب کیا۔ انہوں نے کہا کہ لگتا ہے کہ سابق وزیراعظم صاحب نے موجودہ حالات سے کوئی سبق نہیں سیکھا۔ قادیانیت نوازی کی نحوست نے ان کو دیدۂ عبرت بنا کر چھوڑنا ہے۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۴؍اکتوبر ۲۰۱۷ء)

الیکشن قوانین میں تبدیلی اور ختم نبوت کا مسئلہ

آخر ہوا کیا ہے؟

تحریر: پروفیسر ڈاکٹر محمد مشتاق، لاء ڈیپارٹمنٹ انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد

جب سے نئے قانون کا مسودہ سامنے آیا اس پر مختلف اطراف سے کافی کچھ تنقید ہوئی ہے اور میری رائے جاننے کے لیے بھی کئی دوستوں نے رابطہ کیا۔ میں صبح سے بہت مصروف رہا۔ اب کچھ سطور قلم بند کر رہا ہوں۔

پہلی بات: مقننہ کی طرف کسی لغو کام کی نسبت نہیں کی جاسکتی۔

یہ تعبیر قانون کا بنیادی اصول ہے۔ قانون میں کوئی لفظ کیوں شامل کیا گیا، کیوں نکالا گیا، کیوں تبدیل کیا گیا، کچھ بھی بغیر کسی مقصد کے نہیں ہوتا۔ جب بھی عدالت کسی قانون کی تعبیر کی ذمہ داری ادا کرنے بیٹھتی ہے، یہ اس کے سامنے بنیادی مفروضہ ہوتا ہے۔ اس لیے اگر پہلے سے موجود قانون میں کسی لفظ کی تبدیلی کی جائے تو عدالت لازماً یہ دیکھتی ہے کہ اس تبدیلی کا مقصد کیا تھا تاکہ قانون کی ایسی تعبیر اختیار کی جائے جو اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے مناسب ہو۔ یاد رکھیے: تعبیر قانون کے معاملے میں عدالت کی بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ مقننہ کا ارادہ (intention of the legislature) معلوم کر کے اس کی روشنی میں قانون کا مفہوم متعین کرے۔

اس اصول کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ قانون میں کسی لفظ، کسی حرف، بلکہ کسی شوشے کی تبدیلی کو بھی لغو، لایعنی، بغیر کسی مقصد کے، نہ قرار دیا جائے۔

ختمِ نبوت کا حلفیہ بیان کیوں تبدیل کیا گیا؟

اس بنیادی اصول کی روشنی میں اب اس سوال پر غور کیجیے کہ ختمِ نبوت کے اقرار پر مشتمل بیانِ حلفی کے الفاظ میں کیا تبدیلی کی گئی؟ اس تبدیلی کا مقصد کیا تھا؟ اور کیا وہ مقصد حاصل ہو گیا؟

جیسا کہ کئی لوگوں نے واضح کیا ہے، پہلے ختمِ نبوت کا اقرار باقاعدہ بیانِ حلفی کے طور پر کیا جاتا تھا، جبکہ نئے قانون میں اسے محض ایک بیان بنادیا گیا ہے۔ قانونی لحاظ سے اس فرق کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ محض بیان میں اگر بعد میں جھوٹا ثابت ہوجائے تو اس کی بنیاد پر بیان دینے والے کے خلاف دستور کی دفعہ 62 کے تحت نااہلی کا مقدمہ قائم نہیں ہوسکتا۔ البتہ اگر بیانِ حلفی بعد میں جھوٹا ثابت ہوجائے تو ایسا شخص دستور کی دفعہ 62 کی رو سے نااہل ہوسکتا ہے۔

اس لیے یہ تو معلوم ہوا کہ جس کسی نے بھی یہ تبدیلی تجویز کی تو اس نے یہ بغیر کسی ارادے کے نہیں کی، اور ارادہ یقیناً اچھا نہیں تھا!

ارادہ اچھا نہ ہونے کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ نئے قانون کی دفعہ 60 اور دفعہ 110 کا موازنہ پچھلے قانون کی متعلقہ دفعات سے کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ پرانے قانون کی متعلقہ دفعات میں جو دستاویزات مذکور تھے ان میں ختمِ نبوت کا بیانِ حلفی بھی تھا لیکن نئے قانون کی ان دفعات میں یہ بیانِ حلفی مذکور نہیں ہے۔ البتہ نامزدگی کے فارم میں ختمِ نبوت کا بیان، نہ کہ بیانِ حلفی، شامل کیا گیا ہے، جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا۔ سوال پھر یہ ہے کہ آخر بیانِ حلفی کو قانون کی دفعات سے نکالنے کا مقصد کیا تھا؟ یاد کیجیے کہ مقننہ کوئی بھی کام بغیر کسی مقصد کے نہیں کرتی!

اب رہا یہ سوال کہ جس کسی کے کہنے پر بھی قانون میں یہ تبدیلیاں کی گئیں، تو کیا یہ دونوں کام کر چکنے کے بعد اس کا مذموم مقصد پورا ہو گیا؟ اس کا جواب نفی میں ہے، والحمدللہ!

ان تبدیلیوں کے باوجود کہ نامزدگی فارم کے آخر میں مذکور ہے کہ فارم بھرنے والا شخص حلفاً تصدیق (solemnly affirm) کرتا ہے کہ فارم میں کیے گئے تمام اندراجات اس کے علم اور یقین کی حد تک درست ہیں۔ اس بنا پر ختمِ نبوت کا وہ بیان بھی بیانِ حلفی بن جاتا ہے۔ دراصل فارم کے آخر میں یہ بیانِ حلفی پہلے ہی سے موجود تھا اور جس کسی نے بھی پہلی دو تبدیلیاں کیں، اس کی توجہ اس طرف نہیں گئی۔ میں تو اسے اس قوم پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل سمجھتا ہوں کیونکہ یہ قوم کم از کم دو معاملات میں کسی قسم کی مداہنت کی قائل نہیں ہے: ختمِ نبوت اور توہینِ رسالت۔

خلاصۂ بحث یہ نکلا کہ ختمِ نبوت کے متعلق بیانِ حلفی کو محض بیان بنادینے کی کوشش کا مقصد یہ تھا کہ اس کے جھوٹا ثابت ہونے پر کسی کو نااہل نہ قرار دیا جاسکے لیکن الحمدللہ یہ بیان اب بھی بیانِ حلفی ہی ہے۔

حکومت کے مدافعین اگر یہ سمجھتے ہیں کہ حکومت کا یہ مقصد ہرگز نہیں تھا تو ان پر لازم ہے کہ وہ

ان دو تبدیلیوں کی کوئی معقول وجہ بیان کریں۔ بار ثبوت حکومت کے مدافعین پر ہے، نہ کہ اس کے ناقدین پر۔ کسی معقول جواز کی عدم موجودگی میں ان تبدیلیوں کا واحد مقصد قادیانی لابی کو خوش کرنا ہی تھا، اور کچھ نہیں۔

تاہم میرے نزدیک اس قانون کا اصل مسئلہ یہ نہیں ہے۔ اگر حکومت کے مدافعین اور عذرخواہ ان دو تبدیلیوں کا کوئی معقول جواز تراش بھی لیں، تو اس سے مسئلہ حل نہیں ہوتا کیونکہ جو تیسری بڑی تبدیلی اس قانون نے کی ہے وہ بہت خطرناک ہے اور وہ قطعی ثبوت ہے اس بات کا کہ ان تبدیلیوں کے ذریعے حکومت نے قادیانی لابی کو خوش کرنے کی کوشش کی ہے۔ آگے ہم اسی خطرناک ترین تبدیلی پر بحث کریں گے۔

اس قانون کے ذریعے جو سب سے خطرناک تبدیلی کی گئی ہے، اور جو قانون بنانے والوں کی بدنیتی کا قطعی ثبوت ہے، وہ بیانِ حلفی کے الفاظ میں تبدیلی نہیں بلکہ ایک اور امر ہے جو اس طریقے سے سرانجام دیا گیا ہے کہ اچھے اچھوں کو اس کی خبر ہی نہیں ہوسکی ہے۔

نئے قانون کی دفعہ 241 کے ذریعے کئی پچھلے قوانین کو منسوخ کر دیا گیا ہے۔ انھی قوانین میں ایک قانون جنرل پرویز مشرف کا جاری کردہ وہ صدارتی آرڈر ہے جس کے ذریعے 2002ء کے الیکشن کے لیے قواعد و ضوابط متعین کیے گئے تھے۔ اس آرڈر کو بعد میں سترھویں دستوری ترمیم کے ذریعے مستقل قانون کی حیثیت مل گئی تھی۔

2002ء سے قبل الیکشن جداگانہ طرزِ انتخاب پر ہوتے تھے، یعنی مسلمان امیدوار کو مسلمان ووٹر ہی ووٹ دے سکتا تھا اور غیر مسلم امیدواروں کو غیر مسلم ووٹر ووٹ دیتے تھے۔ 2002ء میں مخلوط طرزِ انتخاب رائج کیا گیا جس میں یہ خدشہ پیدا ہوا کہ کہیں قادیانی ووٹر اب ووٹر لسٹ میں اندراج کے ذریعے خود مسلمان نہ کہلوانا شروع کردیں۔ اس خدشے کے پیشِ نظر جنرل مشرف کو اس صدارتی آرڈر میں دفعہ 7 بی اور دفعہ 7 سی کا اضافہ کرنا پڑا۔

دفعہ 7 بی میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ مخلوط طرزِ انتخاب کے باوجود قادیانیوں اور لاہوریوں کی قانونی حیثیت غیر مسلم ہی کی رہے گی، جیسا کہ دستورِ پاکستان میں طے پایا ہے۔

دفعہ 7 سی میں یہ قرار دیا گیا کہ اگر کسی ووٹر پر کسی کو اعتراض ہو کہ اسے مسلمان ظاہر کیا گیا ہے جبکہ درحقیقت وہ قادیانی یا لاہوری گروپ سے تعلق رکھتا ہے تو اس ووٹر پر لازم ہوگا کہ وہ مجاز اتھارٹی کے سامنے ختمِ نبوت پر ایمان کے متعلق اس طرح کا بیان حلفی جمع کرائے جیسے مسلمان کرتے ہیں۔ مزید یہ قرار دیا گیا کہ ایسا بیانِ حلفی جمع کرانے سے انکار کی صورت میں اسے غیر مسلم متصور کیا جائے گا اور اس کا نام مسلمانوں کی ووٹر لسٹ سے نکال دیا جائے گا۔ یہ بھی قرار دیا گیا کہ اگر ایسا ووٹر مجاز اتھارٹی کے سامنے پیش ہی نہ ہو، باوجود اس کے کہ اسے باقاعدہ نوٹس مل چکا ہو، تو ایسی صورت میں اس کے خلاف قضاءً علی الغائب (ex parte decision) کے اصول پر فیصلہ کیا جائے گا۔

ذرا سوچئے! پرویز مشرف جیسے بدبخت آمر سے بھی اللہ تعالیٰ نے یہ قانون جاری کروایا تھا! پھر یہ بھی سوچئے کہ مسلم لیگ جیسی پارٹی اور اس کے مذہبی اتحادیوں نے اس قانون کو منسوخ کروایا! عبرت کی جا ہے، واللہ!

بہرحال غور کرنے کی بات یہ ہے کہ جب نئے قانون کی دفعہ 241 کی ذیلی دفعہ جی کے ذریعے 2002ء کے اس قانون کو منسوخ کیا گیا تو اب قانونی حیثیت کیا ہے؟

2002ء کے قانون کی دفعہ 7 (ذیلی دفعہ بی) کی منسوخی کے باوجود قادیانیوں اور لاہوری گروپ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی حیثیت بدستور غیر مسلم ہی کی رہے گی کیونکہ ان کی یہ حیثیت دستور نے متعین کی ہے اور جب تک دستور میں ترمیم کر کے اس قانونی حیثیت کو تبدیل نہ کیا جائے کسی بھی قانون میں تبدیلی یا نئے قانون کی آمد کے بعد بھی ان کی حیثیت بدستور وہی رہے گی۔ البتہ اس طرح کے قانون سے قانون بنانے والوں کی نیت تو بہرحال معلوم ہوجاتی ہے۔

سب سے خطرناک ترین حقیقت یہ ہے کہ 2002ء کے قانون کی دفعہ 7 (ذیلی دفعہ سی) کی منسوخی کے بعد اب قادیانی یا لاہوری گروپ کے کسی ووٹر کو مسلمانوں کی ووٹر لسٹ سے نکالنے کا کوئی قانونی طریقہ باقی نہیں رہا۔ اسی سے یہ بات قطعی طور پر معلوم ہوجاتی ہے کہ یہ تبدیلیاں کس کے کہنے پر، یا کس کو خوش کرنے کے لیے، کی گئی ہیں! کیا اب بھی کسی ثبوت کی ضرورت باقی ہے؟

پس چہ باید کرد؟

اب آئندہ کا لائحۂ عمل کیا ہو؟ اس وقت اتنا ہی نوٹ کیجیے کہ حکومت اور اس کے اتحادیوں کے پاس اپنی اس سنگین غلطی کی تلافی کی ایک ہی صورت ہے: فوراً سے پیش تر نیا قانونی مسودہ پارلیمان سے منظور کروا کر ان تبدیلیوں کو پھر سے کالعدم کیا جائے۔

پاکستانی قوم نے ختمِ نبوت کے معاملے میں ہمیشہ جس ایمانی حمیت کا مظاہرہ کیا ہے اس کو دیکھتے ہوئے مجھے یقین ہے کہ ایسا بہت جلد ہو جائے گا، ان شاء اللہ۔ و ما ذلک علی اللہ بعزیز۔

☆☆..............☆☆

استخارہ سنت کے مطابق کیجئے

مولانا محمد عمر انور، استاذ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

خیر اور بھلائی طلب کرنا:

استخارہ کا مطلب ہے کسی معاملے میں خیر اور بھلائی کا طلب کرنا، یعنی روز مرہ کی زندگی میں پیش آنے والے اپنے ہر جائز کام میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا اور اللہ سے اس کام میں خیر، بھلائی اور رہنمائی طلب کرنا، استخارہ کے عمل کو یہ سمجھنا کہ اس سے کوئی خبر مل جاتی ہے تو یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے، جس کی وجہ سے کئی غلط فہمیوں نے جنم لیا جن کا تفصیل سے تذکرہ آگے آرہا ہے، استخارہ ایک مسنون عمل ہے، جس کا طریقہ اور دعا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث میں منقول ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ہر کام سے پہلے اہمیت کے ساتھ استخارے کی تعلیم دیا کرتے تھے، حدیث کے الفاظ پر غور فرمائیے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"اذا ھم احدکم بالامر فلیرکع رکعتین من غیر الفریضۃ" (بخاری)

ترجمہ: "جب تم میں سے کوئی شخص کسی بھی کام کا ارادہ کرے تو اس کو چاہئے کہ فرض نماز کے علاوہ دو رکعت نفل پڑھے۔

استخارہ حدیث نبوی کی روشنی میں:

ترجمہ: "حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تمام کاموں میں استخارہ اتنی اہمیت سے سکھاتے تھے جیسے قرآن مجید کی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔" (ترمذی)

استخارہ نہ کرنا محرومی اور بدنصیبی ہے:

ایک حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

۲- "من شقوۃ ابن آدم ترکہ استخارۃ اللہ۔" (مجمع الاسانید)

یعنی اللہ تعالیٰ سے استخارہ کا چھوڑ دینا اور نہ کرنا انسان کے لئے بدبختی اور بدنصیبی میں شمار ہوتا ہے۔

اسی طرح ایک حدیث میں حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

ترجمہ: "انسان کی سعادت اور نیک بختی یہ ہے کہ اپنے کاموں میں استخارہ کرے اور بدنصیبی یہ ہے کہ استخارہ کو چھوڑ بیٹھے، اور انسان کی خوش نصیبی اس میں ہے کہ اس کے بارے میں کئے گئے اللہ کے ہر فیصلے پر راضی رہے اور بدبختی یہ ہے کہ وہ اللہ کے فیصلے پر ناراضگی کا اظہار کرے۔" (مشکوٰۃ)

استخارہ کرنے والا ناکام نہیں ہوگا:

ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

۴- "ما خاب من استخار وما ندم من استشار۔" (طبرانی)

یعنی جو آدمی اپنے معاملات میں استخارہ کرتا ہو وہ کبھی ناکام نہیں ہوگا اور جو شخص اپنے کاموں میں مشورہ کرتا ہو اس کو کبھی شرمندگی یا پچھتاوے کا سامنا نہ کرنا پڑے گا کہ میں نے یہ کام کیوں کیا؟ یا میں نے یہ کام کیوں نہیں کیا؟ اس لئے کہ جو کام کیا وہ مشورہ کے بعد کیا اور اگر نہیں کیا تو مشورہ کے بعد نہیں کیا، اس وجہ سے وہ شرمندہ نہیں ہوگا۔

اس حدیث میں جو یہ فرمایا کہ استخارہ کرنے والا ناکام نہیں ہوگا، مطلب اس کا یہ کہ انجام کے اعتبار سے استخارہ کرنے والے کو ضرور کامیابی ہوگی، چاہے کسی موقع پر اس کے دل میں یہ خیال بھی آجائے کہ جو کام ہوا وہ اچھا نہیں ہوا، لیکن اس خیال کے آنے کے باوجود کامیابی اسی شخص کو ہوگی جو اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرتا رہے، اسی طرح جو شخص مشورہ کرکے کام کرے گا وہ کبھی پچھتائے گا نہیں، اس لئے کہ خدانخواستہ اگر وہ کام خراب بھی ہوگیا تو اس کے دل میں اس بات کی تسلی ہوگی کہ میں نے یہ کام اپنی خودرائی اور اپنے بل بوتے پر نہیں کیا تھا بلکہ اپنے دوستوں اور بڑوں سے مشورہ کے بعد کیا تھا، اب آگے اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے کہ وہ جیسا چاہیں فیصلہ فرمادیں۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو باتوں کا مشورہ دیا ہے کہ جب بھی کسی کام میں کشمکش ہو تو دو کام کرلیا کرو، ایک استخارہ اور دوسرے استشارہ یعنی مشورہ۔

استخارہ کا مقصد:

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری لکھتے ہیں کہ:

''واضح ہو کہ استخارہ مسنونہ کا مقصد یہ ہے کہ بندے کے ذمے جو کام تھا وہ اس نے کرلیا اور اپنے آپ کو حق تعالیٰ کے علم محیط اور قدرت کاملہ کے حوالہ کردیا، گویا استخارہ کرنے سے بندہ اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوگیا، ظاہر ہے کہ اگر کوئی انسان کسی تجربہ کار عاقل اور شریف شخص سے مشورہ کرنے جاتا ہے تو وہ شخص صحیح مشورہ ہی دیتا ہے اور اپنی مقدور کے مطابق اس کی اعانت بھی کرتا ہے، گویا استخارہ کیا ہے؟ حق تعالیٰ سے مشورہ لینا ہے، اپنی درخواست استخارہ کی شکل میں پیش کردی، حق تعالیٰ سے بڑھ کر کون رحیم وکریم ہے؟ اس کا کرم بے نظیر ہے، علم کامل ہے اور قدرت بے عدیل ہے، اب جو صورت انسان کے حق میں مفید ہوگی، حق تعالیٰ اس کی توفیق دے گا، اس کی رہنمائی فرمائے گا، پھر نہ سوچنے کی ضرورت، نہ خواب میں نظر آنے کی حاجت، جو اس کے حق میں خیر ہوگا وہی ہوگا، چاہے اس کے علم میں اس کی بھلائی آئے یا نہ آئے، اطمینان وسکون فی الحال حاصل ہو یا نہ ہو، ہوگا وہی جو خیر ہوگا، یہ ہے استخارہ مسنونہ کا مطلوب! اسی لئے تمام امت کے لئے تا قیامت یہ دستور العمل چھوڑا گیا ہے۔''

(دورِ حاضر کے فتنے اور ان کا علاج)

استخارہ کی حکمت:

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف ''حجۃ اللہ البالغۃ'' میں استخارہ کی دو حکمتیں بیان فرمائیں ہیں:

۱-فال نکالنے سے نجات اور اس کی حرمت:

۱-پہلی حکمت یہ کہ زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ جب کوئی اہم کام کرنا ہوتا مثلاً سفر یا نکاح یا کوئی بڑا سودا کرنا ہوتا تو وہ تیروں کے ذریعے فال نکالا کرتے تھے، یہ تیر کعبہ شریف کے مجاور کے پاس رہتے تھے، ان میں سے کسی تیر پر لکھا ہوتا ''امرنی ربی'' (میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے) اور کسی پر لکھا ہوتا ''نہانی ربی'' (میرے رب نے مجھے منع کیا ہے) اور کوئی تیر بے نشان ہوتا، اس پر کچھ لکھا ہوا نہیں ہوتا تھا، مجاور تھیلا ہلا کر فال طلب کرنے والے سے کہتا کہ ہاتھ ڈال کر ایک تیر نکال لے، اگر ''امرنی ربی'' (کام کے حکم) والا تیر نکلتا تو وہ شخص کام کرتا اور ''نہانی ربی'' (کام سے منع) والا تیر نکلتا تو وہ کام سے رک جاتا اور بے نشان تیر ہاتھ میں آتا تو دوبارہ فال نکالی جاتی، سورۃ مائدہ آیت نمبر ۳ کے ذریعے اس کی حرمت نازل ہوئی اور حرمت کی دو وجہیں ہیں:

۱-یہ ایک بے بنیاد عمل ہے اور محض اتفاق ہے، جب بھی تھیلے میں ہاتھ ڈالا جائے گا تو کوئی نہ کوئی تیر ضرور ہاتھ آئے گا۔

۲-اس طرح سے فال نکالنا یہ اللہ تعالیٰ پر افترا اور جھوٹا الزام ہے، اللہ تعالیٰ نے کہاں حکم دیا ہے اور کب منع کیا ہے؟ اور اللہ پر افتراء حرام ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو فال کی جگہ استخارہ کی تعلیم دی ہے، اس میں حکمت یہ ہے کہ جب بندہ رب علیم سے رہنمائی کی التجا کرتا ہے تو اپنے معاملے کو اپنے مولیٰ کے حوالے کرکے اللہ کی مرضی معلوم کرنے کا شدید خواہش مند ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے دروازے پر جا پڑتا ہے اور اس کا دل ملتجی ہوتا ہے تو ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی رہنمائی اور مدد نہ فرمائیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیضان کا باب کشادہ ہوتا ہے، اور اس پر معاملہ کا راز کھولا جاتا ہے، چنانچہ استخارہ محض اتفاق نہیں ہے، بلکہ اس کی مضبوط بنیاد ہے۔

۲-فرشتوں سے مشابہت:

۲-دوسری حکمت یہ کہ استخارہ کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ انسان فرشتہ صفت بن جاتا ہے، استخارہ کرنے والا اپنی ذاتی رائے سے نکل جاتا ہے اور اپنی مرضی کو خدا کی مرضی کے تابع کردیتا ہے، اس کی بہیمیت (حیوانیت) ملکیت (فرشتہ صفتی) کی تابعداری کرنے لگتی ہے اور وہ اپنا رخ پوری طرح اللہ کی طرف جھکا دیتا ہے تو اس میں فرشتوں کی سی خو بو پیدا ہوجاتی ہے، ملائکہ الہام ربانی کا انتظار کرتے ہیں اور جب ان کو الہام ہوتا ہے تو وہ داعیہ ربانی سے اس معاملے میں اپنی سی پوری کوشش خرچ کرتے ہیں، ان میں کوئی داعیہ نفسانی نہیں ہوتا، اسی طرح جو بندہ بکثرت استخارہ کرتا ہے وہ رفتہ رفتہ فرشتوں کے مانند ہوجاتا ہے، حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''ملائکہ کے مانند بننے کا یہ ایک تیر بہدف مجرب نسخہ ہے جو چاہے آزما کر دیکھے۔'' (حجۃ اللہ البالغۃ)

استخارہ کا مسنون اور صحیح طریقہ:

سنت کے مطابق استخارہ کا سیدھا سادہ اور آسان طریقہ یہ ہے کہ دن رات میں کسی بھی وقت (بشرطیکہ وہ نفل کی ادائیگی کا مکروہ وقت نہ ہو) دو رکعت نفل استخارہ کی نیت سے پڑھیں، نیت یہ کرے کہ میرے سامنے یہ معاملہ یا مسئلہ ہے، اس میں جو راستہ میرے حق میں بہتر ہو، اللہ تعالیٰ اس کا فیصلہ فرمادیں۔

سلام پھیر کر نماز کے بعد استخارہ کی وہ مسنون دعا مانگیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمائی ہے، یہ بڑی عجیب دعا ہے، اللہ جل شانہ کے نبی ہی یہ دعا مانگ سکتے ہیں اور کسی کے بس کی بات نہیں، کوئی گوشہ زندگی کا اس دعا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑا نہیں، اگر انسان ایڑی چوٹی کا زور لگا لیتا تو بھی ایسی دعا کبھی نہ کرسکتا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمائی، اگر کسی کو دعا یاد نہ ہو تو کوئی بات نہیں کتاب سے دیکھ کر یہ دعا مانگ لے، اگر عربی میں

دعا مانگنے میں وقت ہو رہی ہو تو ساتھ ساتھ اردو میں بھی یہ دعا مانگے، بس! دعا کے جتنے الفاظ ہیں، وہی اس سے مطلوب ومقصود ہیں، وہ الفاظ یہ ہیں:

استخارہ کی مسنون دعا:

"اللھم انی استخیرک بعلمک واستقدرک واسالک من فضلک العظیم فانک تقدیر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب.

اللھم ان کنت تعلم ان ھذا الامر خیر لی فی دینی ومعاشی وعاقبة امری وعاجلہ واجلہ فاقدرہ لی ویسرہ لی ثم بارک لی فیہ.

وان کنت تعلم ان ھذا الامر شرلی فی دینی ومعاشی وعاقبة امری وعاجلہ واجلہ فاصرفہ عنی واصرفنی عنہ واقدرلی الخیر حیث کان ثم ارضنی بہ." (بخاری، ترمذی)

دعا کرتے وقت جب "ہذا الامر" پر پہنچے (جس کے نیچے لکیر بنی ہے) تو اگر عربی جانتا ہے تو اس جگہ اپنی حاجت کا تذکرہ کرے یعنی "ہذا الامر" کی جگہ اپنے کام کا نام لے، مثلاً "ہذا السفر" یا "ہذا النکاح" یا "ہذہ التجارۃ" یا "ہذا البیع" کہے اور اگر عربی نہیں جانتا تو "ہذا الامر" ہی کہہ کر دل میں اپنے اس کام کے بارے میں سوچے اور دھیان دے، جس کے لئے استخارہ کر رہا ہے۔

استخارہ کی دعا کا مطلب ومفہوم:

اے اللہ! میں آپ کے علم کا واسطہ دے کر آپ سے خیر اور بھلائی طلب کرتا ہوں اور آپ کی قدرت کا واسطہ دے کر میں اچھائی پر قدرت طلب کرتا ہوں، آپ غیب کو جاننے والے ہیں۔

اے اللہ! آپ علم رکھتے ہیں میں علم نہیں رکھتا، یعنی یہ معاملہ میرے حق میں بہتر ہے یا نہیں، اس کا علم آپ کو ہے، مجھے نہیں، اور آپ قدرت رکھتے ہیں اور مجھ میں قوت نہیں۔

یا اللہ! اگر آپ کے علم میں ہے کہ یہ معاملہ (اس موقع پر اس معاملہ کا تصور دل میں لائیں جس کے لئے استخارہ کر رہا ہے) میرے حق میں بہتر ہے، میرے دین کے لئے بھی بہتر ہے، میری معاش اور دنیا کے اعتبار سے بھی بہتر ہے اور انجام کار کے اعتبار سے بھی بہتر ہے اور میرے فوری نفع کے اعتبار سے اور دیرپا فائدے کے اعتبار سے بھی تو اس کو میرے لئے مقدر فرما دیجئے اور اس کو میرے لئے آسان فرما دیجئے اور اس میں میرے لئے برکت پیدا فرما دیجئے۔

اور اگر آپ کے علم میں یہ بات ہے کہ یہ معاملہ (اس موقع پر اس معاملہ کا تصور دل میں لائیں جس کے لئے استخارہ کر رہا ہے) میرے حق میں برا ہے، میرے دین کے حق میں برا ہے یا میری دنیا اور معاش کے حق میں برا ہے یا میرے انجام کار کے اعتبار سے برا ہے، فوری نفع اور دیرپا نفع کے اعتبار سے بھی بہتر نہیں ہے تو اس کام کو مجھ سے پھیر دیجئے اور مجھے اس سے پھیر دیجئے اور میرے لئے خیر مقدر فرما دیجئے جہاں بھی ہو، یعنی اگر یہ معاملہ میرے لئے بہتر نہیں ہے تو اس کو چھوڑ دیجئے اور اس کے بدلے جو کام میرے لئے بہتر ہو اس کو مقدر فرما دیجئے، پھر مجھے اس پر راضی بھی کر دیجئے اور اس پر مطمئن بھی کر دیجئے۔ (اصلاحی خطبات)

استخارہ کتنی بار کیا جائے؟:

حضرت انس رضی اللہ عنہ ایک روایت میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ انس! جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے سات مرتبہ استخارہ کرو، پھر اس کے بعد (اس کا نتیجہ) دیکھو، تمہارے دل میں جو کچھ ڈالا جائے، یعنی استخارے کے نتیجے میں بارگاہ حق کی جانب سے جو چیز القاء کی جائے اسی کو اختیار کرو کہ تمہارے لئے وہی بہتر ہے۔ (مظاہر حق)

بہتر یہ ہے کہ استخارہ تین سے سات دن تک پابندی کے ساتھ متواتر کیا جائے، اگر اس کے بعد بھی تذبذب اور شک باقی رہے تو استخارہ کا عمل مسلسل جاری رکھے، جب تک کسی ایک طرف رجحان نہ ہو جائے کوئی عملی اقدام نہ کرے، اس موقع پر اتنی بات سمجھنی ضروری ہے کہ استخارہ کرنے کے لئے کوئی مدت متعین نہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو ایک ماہ تک استخارہ کیا تھا تو ایک ماہ بعد آپ کو شرح صدر ہو گیا تھا اگر شرح صدر نہ ہوتا تو آپ آگے بھی استخارہ جاری رکھتے۔ (رحمۃ اللہ الواسعۃ)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"دعائے استخارہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعائے خیر کرتا رہے، استخارہ کرنے کے بعد ندامت نہیں ہوتی اور یہ مشورہ کرنا نہیں ہے، کیونکہ مشورہ تو دوستوں سے ہوتا ہے، استخارہ سنت عمل ہے، اس کی دعا مشہور ہے، اس کے پڑھ لینے سے سات روز کے اندر اندر قلب میں ایک رجحان پیدا ہو جاتا ہے اور یہ خواب میں کچھ نظر آنا، یا یہ قلبی رجحان حجت شرعیہ نہیں ہیں کہ ضرور ایسا کرنا ہی پڑے گا، اور یہ جو دوسروں سے استخارہ کرایا کرتے ہیں، یہ کچھ نہیں ہے، بعض لوگوں نے عملیات مقرر کر لئے ہیں دائیں طرف یا بائیں طرف گردن پھیرنا یہ سب غلط ہیں، ہاں دوسروں سے کرا لینا گناہ تو نہیں لیکن اس دعا کے الفاظ ہی ایسے ہیں کہ خود کرنا چاہئے۔"

(مجالس مفتی اعظم)

(جاری ہے)

میاں زبیر احمد دین پوری کی رحلت

خانقاہ عالیہ قادریہ دین پور شریف کے چشم و چراغ، موجودہ جانشین حضرت اقدس میاں مسعود احمد دین پوری دامت برکاتہم العالیہ کے فرزند ارجمند مدرسہ عربیہ راشدیہ دین پور شریف کے ناظم اعلیٰ مولانا میاں زبیر احمد دین پوریؒ حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے ۲۰؍اگست ۲۰۱۷ء کی شام کو انتقال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم جنوبی پنجاب کی معروف دینی درس گاہ جامعہ دارالعلوم کبیر والا کے فاضل تھے انہیں وقت کے نامور اساتذہ کرام مولانا مفتی علی محمدؒ، مولانا منظور الحق، مولانا ظہور الحق، مولانا مفتی عبدالقادر جیسے اساطین علم سے علوم و معارف کے حصول کی سعادت نصیب ہوئی۔

درگاہ دین پور کے سابق سجادہ نشین سراج الشائخ حضرت میاں سراج احمد دین پوریؒ نے پندرہ سال تک اپنی تربیت میں رکھ کر انہیں کندن بنادیا۔

حضرت میاں سراج احمد دین پوریؒ نے رحیم یار خان میں ایک مرکز، مدرسہ مسجد اور خانقاہ قائم کی موصوف عرصہ دراز سے اس کے خطیب چلے آرہے تھے، نیز حضرت میاں صاحبؒ نے فتح پور ضلع رحیم یار خان میں بھی ایک مرکز قائم کیا اور بھی کئی ایک مراکز قائم کئے، میاں زبیر احمد نے ان تمام مراکز کی دیکھ بھال اپنے ذمہ لی ہوئی تھی۔

حضرت میاں سراج احمد کی وفات کے بعد حضرت میاں مسعود احمد مدظلہ سجادہ نشین بنے تو انہیں ان مراکز کی کوئی فکر نہیں تھی۔ نیز دین پور شریف کے مدرسہ کا نظم و نسق بھی میاں زبیر احمد نے سنبھالا ہوا تھا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے خورد و کلاں سے یکساں محبت فرماتے۔ چناب نگر کے سالانہ کورس میں طلبا کو بڑی اہمیت کے ساتھ بھیجتے انہیں آمد و رفت کا خرچہ بھی اپنی جیب سے دیتے اور واپسی پر انہیں تاکید فرماتے کہ چناب نگر سے گھر براہ راست نہ جائیں بلکہ لنگر (درگاہ) سے ہوکر جائیں اور واپسی پر انہیں پوشاک بھی عنایت فرماتے۔

آخری ملاقات ۵؍شوال المکرم ۱۴۳۸ھ ۳۰؍جون کو ہوئی، انتہائی خندہ پیشانی سے ملے، حال احوال پوچھا، نہایت خوشی سے پیش آئے، تندرست و توانا تھے۔ ۲۰؍اگست کی شام کو دل کا عارضہ لاحق ہوا، خود ہسپتال تشریف لے گئے، اتنے میں ان کے فرزندان گرامی بھی پہنچ گئے۔ فرمایا کہ فرشتہ اجل سامنے ہے، بیٹوں سے فرمایا کہ کہاسنا معاف فرمائیں کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے خالق حقیقی سے جاملے۔

اگلے روز ۲۱؍اگست کو صبح ۹ بجے ان کی نماز جنازہ خان پور کے وسیع و عریض گراؤنڈ میں ان کے چھوٹے بھائی میاں محمود احمد کی اقتدا میں ادا کی گئی۔ جنازہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی مولانا مفتی راشد مدنی، مولانا محمد عبداللہ، مولانا سیف اللہ دین پوری اور دیگر جماعتی رفقاء نے سینکڑوں کی تعداد میں شرکت کی اور انہیں اپنے دادا حضرت میاں سراج احمد دین پوریؒ کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔ دین پور شریف کا قبرستان بقول شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ پورے ملک میں نگاہ دوڑائی جوانوار و برکات دین پور شریف کے قبرستان میں آئے کسی اور مقام پر نہیں۔ اللہ پاک انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔ خانقاہ عالیہ قادریہ راشدیہ کو ان کا نعم البدل نصیب فرمائیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

قاری سعید الرحمن احمد لاہوری کی وفات

قاری سعید الرحمن وادی سُون سیکسر خوشاب "آنگہ" کے رہنے والے تھے، ان کے جد اعلیٰ مولانا مہر خان تقریباً ایک صدی پہلے وادی سُون کے مردم خیز علاقہ "انگہ" سے لاہور تشریف لائے اور لاہور کے ہوکر رہ گئے۔ مولانا مہر خانؒ نے اپنے بیٹوں مولانا عبدالحکیم قاسمیؒ، مولانا عبدالعلیم قاسمیؒ کو حدیث و تفسیر کی تعلیم کے لئے دارالعلوم دیوبند میں داخل کرایا اور دونوں بھائیوں نے دیوبند سے سند اور دستار فضیلت حاصل کی۔ مولانا عبدالحکیم قاسمیؒ ایک عرصہ تک جمعیت علماء اسلام میں سیاسی و دینی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ دوسرے بیٹے مولانا عبدالعلیم گلبرگ میں جامعہ حنفیہ کے نام سے ادارہ چلاتے رہے۔ مولانا عبدالعلیم قاسمیؒ کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند قاری سعید الرحمن احمد نے گلبرگ لاہور کی لبرٹی مارکیٹ کی عظیم مسجد حنفیہ کی امامت و خطابت سنبھالے رکھی اور گلبرگ جو بڑے لوگوں کا مسکن ہے میں توحید و سنت کا دیپ جلائے رکھا۔ مولانا سعید الرحمن نے ابتدائی تعلیم انگہ میں حاصل کی وسطانی اور اعلیٰ کتب جامعہ عربیہ گوجرانوالہ میں پڑھیں اور مولانا چراغ صاحب سے حدیث پاک کی تعلیم حاصل کی۔ راقم ۱۹۹۰ء سے ۲۰۰۰ء تک لاہور میں مبلغ رہا۔ اس دوران یوسف کذاب کے خلاف تحریک بھی چلائی گئی۔ ربوہ کے نام "نواں قادیان" رکھنے کے خلاف بھی تحریک جاری رکھی اور اس سلسلہ میں باقاعدگی سے اجلاس بھی منعقد ہوتے رہے۔ مولانا سعید الرحمن احمد بھی اجلاسوں میں مدعو ہوتے۔ اکثر و بیشتر اجلاسوں میں نہ صرف یہ کہ شرکت فرماتے بلکہ اپنی آراء سے سرفراز فرماتے۔ علامہ ممتاز اعوان ہمارے پرانے ساتھی ہیں۔ انہوں نے ایک عرصہ تک "ختم نبوت یوتھ فورس" کے نام سے اور بعد ازاں "پاسبان ختم نبوت" کے نام سے اخبارات کی دنیا میں قادیانیوں کو لوہے کے چنے چبوائے۔ مولانا سعید الرحمن احمد علامہ ممتاز اعوان کی دونوں جماعتوں کے سرپرست رہے اور بھرپور معاون بھی۔ چند سال قبل بلڈ پریشر ہائی ہونے کی وجہ سے ہمبرج کا شکار ہوئے علاج معالجہ کے باوجود بستر کی زینت بن گئے اور آپ کے فرزند حافظ شعیب الرحمن نے آپ کی سیٹ سنبھال لی۔ آج سے چار پانچ ماہ قبل راقم کا لاہور جانا ہوا تو حافظ شعیب الرحمن نے اپنے والد سے ملاقات کی سبیل نکالی۔ راقم کا نام بتلایا تو پہچاننے کی کوشش کرتے رہے، کافی عرصہ سے بیمار چلے آرہے تھے۔ علاج معالجہ بھی جاری رہا۔ ۲۷؍اگست ۲۰۱۷ء کو شام ۵ بجے داعی اجل کو لبیک کہا اور اسی رات ۹ بجے ان کے جانشین حافظ شعیب الرحمن کی اقتداء میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور گلبرگ کے قبرستان میں سپرد خاک ہوئے۔ مجلس کی نمائندگی لاہور کے مبلغ مولانا عبدالنعیم نے کی۔ ۲۸؍اگست کو بندہ گوجرانوالہ سے لاہور پہنچا اور مولانا عزیز الرحمن ثانی کی معیت میں ان کے فرزند ارجمند حافظ سیف الرحمن اور دیگر عزیزوں سے تعزیت کی اور مرحوم کی دعائے مغفرت میں شرکت کی۔

قادیانیوں کو مسلمان قرار دینے کی نازیبا کوشش

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

اسلام دشمن طاقتیں مختلف جہتوں سے اسلام اور مسلمانوں پر یلغار کر رہی ہیں، لیکن انہوں نے فکری یلغار کے لئے دو راستے اختیار کئے ہیں، ایک یہ کہ اسلام کو بے وزن اور بے وقعت قرار دیا جائے، جیسے قرآن مجید کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ تورات و انجیل کا چربہ ہے، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا پیغمبر کے بجائے سماجی مصلح قرار دینے کی کوشش کی جاتی ہے، شریعت اسلامی کو بعثت نبوی کے وقت سماجی حالات کا ردّ عمل قرار دیا جاتا ہے، سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں مسلمانوں کے کارناموں کو یا تو نظر انداز کیا جاتا ہے یا اسے محض فلاسفہ یونان کے افکار کی تشریح کا نام دیا جاتا ہے۔

دوسرا طریقۂ کار یہ ہے کہ جن لوگوں نے اسلام کو نقصان پہنچایا ہے، ان کو ہیرو بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور ان کی ایسی تصویر کھینچی جاتی ہے کہ گویا وہی اسلام کے حقیقی ترجمان ہیں، اسی کا ایک مظہر یہ ہے کہ مغربی طاقتیں ہمیشہ قادیانیت کو خصوصی اہمیت دیتی رہی ہیں، قادیانیوں کے ساتھ خصوصی دوستانہ اور خیر خواہانہ تعلق رکھتی ہیں اور انہیں ایک مسلمان کی حیثیت سے پیش کرتی ہیں تاکہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین نے اسلامی تعلیمات کو مسخ کرنے کی جو ناپاک کوششیں کی ہیں، اسے اسلام اور مسلمانیت کا لبادہ اوڑھایا جائے، اسی طرح کی ایک ناپاک کوشش ابھی حکومت ہند کی طرف سے سامنے آئی ہے کہ ۲۰۱۱ء میں ہندوستان کی مردم شماری کا جو خلاصہ سامنے آیا ہے، اس میں مسلمانوں کے ایک فرقہ کی حیثیت سے ''احمدی مسلمانوں'' یعنی قادیانیوں کا ذکر کیا گیا ہے، پہلے مسلمان فرقوں کی حیثیت سے سنی، شیعہ اور اسماعیلی کا ذکر ہوتا تھا؛ لیکن اس بار اس میں اس گروہ کا اضافہ کیا گیا ہے، ظاہر ہے کہ یہ مسلمانوں کے جذبات کو زخمی کرنے اور ان پر ایک ایسی بات تھوپنے کی کوشش ہے، جس کے غلط اور ناقابل قبول ہونے پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے اور ایک ایسے گروہ کو مسلمان قرار دیا جارہا ہے جس کو مسلمانوں کے تمام فرقے دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں؛ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان خود اس فتنہ کی سنگینی کو سمجھیں اور دوسرے بھائیوں کو اس سے واقف کرائیں۔

حقیقت یہ ہے کہ پیغمبر اسلام جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بحیثیت نبی اور رسول سب سے بڑی خصوصیت اور امتیازی وصف آپ کا ''خاتم النبیین'' ہونا ہے، یعنی نبوت کا سلسلہ آپ کی ذات اقدس پر ختم ہو چکا ہے، آپ کے بعد نہ کوئی نبی آیا ہے اور نہ آئے گا، اس کی وجہ ظاہر ہے کہ ایک پیغمبر کے بعد دوسرے پیغمبر کی آمد یا تو اس لئے ہوتی ہے کہ پہلے پیغمبر کے ذریعہ انسانیت کو جو تعلیم حاصل ہوئی، وہ محفوظ نہ رہے اور اس میں ملاوٹ اور آمیزش ہوجائے، یا اس لئے کہ پہلے پیغمبر کی شریعت میں جو احکام نازل ہوئے ہوں، اس میں اللہ کی طرف سے کوئی تبدیلی یا کمی بیشی عمل میں آنے والی ہو، عام طور پر ان ہی دو اسباب کے تحت ایک پیغمبر کے بعد دوسرے پیغمبر کی آمد ہوتی ہے، پیغمبر اسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور آپ پر نازل ہونے والی کتاب الٰہی پوری طرح محفوظ موجود ہے، اور خود اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے: ''انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون'' (سورۃ حجر:۹) اور جہاں تک شریعت اسلامی میں ترمیم وتغیر کی بات ہے تو شریعت پایۂ کمال کو پہنچ چکی ہے اور احکام شرعیہ کی نسبت سے اللہ تعالیٰ کی جو نعمت ہدایت انسانیت کو عطا کی جاتی تھی، وہ تمام ہوچکی ہے ''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا'' (سورۃ مائدۃ:۳) یہ گویا اس بات کا اعلان ہے کہ یہ شریعت آخری شریعت ہے، اب اس میں کسی قسم کی ترمیم اور اضافہ وکمی کی گنجائش نہیں۔

اس لئے ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کسی نبی کے آنے کی نہ ضرورت باقی رہی اور نہ اس کی گنجائش ہے؛ اسی لئے خود قرآن مجید نے پوری صراحت و وضاحت کے ساتھ اعلان کردیا کہ محمد اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں ''ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین'' (سورۃ احزاب:۴۰) قرآن کے اس صریح اور واضح اعلان کی مزید تائید و تشریح احادیث نبویہ سے ہوتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بنو اسرائیل میں انبیاء قیادت و انتظام کا فریضہ انجام دیتے تھے، جب کسی نبی کی

وفات ہوجاتی تو اس کے بعد دوسرا نبی آ جاتا؛ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، البتہ خلفاء ہوں گے" "انه لا نبی بعدی وسیکون خلفاء" (بخاری، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل) حضرت ابوہریرہؓ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد مروی ہے کہ مجھے انبیاء پر چھ چیزوں میں فضیلت دی گئی ہے، اس میں ایک خصوصیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ذکر فرمائی کہ سلسلۂ نبوت مجھ پر ختم ہو چکا ہے" وختم بی النبیون" (مسلم) ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رسالت ونبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا، اب نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی" ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول ولا نبی" (ترمذی، باب ذهاب النبوة) حضرت ثوبانؓ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے، جو نبوت کے دعویدار ہوں گے؛ حالاں کہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی اور نبی نہیں آ سکتا۔ (ابوداؤد، کتاب الفتن)

آخری نبی ہونے کی حیثیت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا صفاتی نام "عاقب" ہے، عاقب کے معنی "بعد میں آنے والے" کے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں "عاقب" ہوں، جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا" انا العاقب الذی لیس بعده نبی" (ترمذی، باب اسماء النبی) ہر نبی کے ساتھ ظاہر ہے کہ اس کی امت بھی ہوتی ہے؛ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو" انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم" (ابن ماجه، باب الدجال) ایک حدیث میں یہ بات بھی ارشاد فرمائی کہ میری مسجد نبوت سے نسبت رکھنے والی آخری مسجد ہوگی" ان مسجدی آخر المساجد" (مسلم، باب فضل الصلاة بمسجدی مكة والمدينة)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلسلۂ نبوت کے اختتام کو بڑی عمدہ مثال سے سمجھایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے پیغمبروں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے گھر تعمیر کیا، خوب عمدہ اور نہایت خوب صورت، لیکن کونہ میں ایک اینٹ کی جگہ خالی ہے، لوگ آتے ہیں، اس کے حسن وجمال پر حیرت زدہ ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہیں لگادی گئی؟ تو میں وہی "اینٹ" ہوں اور خاتم النبیین ہوں۔ (بخاری، باب خاتم النبیین) گویا اللہ تعالیٰ نے بہترین انسانوں کا انتخاب کر کے ایک قصر نبوت تعمیر کیا، اس عظیم الشان محل میں صرف ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی، جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات سے پُر ہوگئی، اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر طرح کی نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی صاحب شریعت آ سکتا ہے اور نہ کوئی ایسا نبی جو آپ کے تابع ہو اور آپ ہی کی شریعت کا متبع ہو، یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اور ارشادات سے بھی واضح ہوتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میرے بعد سلسلۂ نبوت جاری رہتا تو عمر بن خطاب نبی ہوتے" لو کان بعدی نبیاً لکان عمر بن الخطاب" (ترمذی، کتاب المناقب) اسی طرح ایک موقع پر حضرت علیؓ سے ارشاد فرمایا کہ تم میرے مقابلہ میں ایسے ہی ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں ہارون علیہ السلام؛ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا" الا انه لا نبی بعدی" (بخاری، کتاب فضائل الصحابة) غور فرمایئے کہ اگر ظلی اور غیر مستقل نبوت کی گنجائش آپ کے بعد باقی رہتی تو حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ اس سے کیوں نہ سرفراز کئے جاتے؟ حضرت ہارون علیہ السلام کوئی صاحب شریعت نبی نہیں تھے؛ بلکہ شریعت موسوی ہی کے متبع تھے، اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ہارون علیہ السلام کی سی نبوت کو بھی حضرت علیؓ کے لئے ناممکن قرار دیا، معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی طرح کی نبوت کو باقی مانتا ہو، تو وہ ایک ایسی گمراہی کی بات کرتا ہے کہ خدا کے ساتھ شرک کے بعد اس سے بڑھ کر کوئی اور گمراہی نہیں ہوسکتی!

اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہؓ کا اس بات پر اجماع واتفاق تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر سلسلۂ نبوت ختم ہو چکا ہے؛ چنانچہ جب مسیلمہ کذاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی مانتے ہوئے اپنی نبوت کا بھی دعویٰ کیا تو صحابہؓ نے بالاتفاق اسے مرتد قرار دیا، اس سے جنگ کی گئی اور بالآخر وہ اپنے کیفر کردار کو پہنچا، اسی لئے امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص نبوت کا دعویدار ہو اور کوئی مسلمان اس سے معجزہ اور نبوت کی علامت طلب کرے تو یہ مطالبہ ہی اس کو ایمان سے محروم کردے گا؛ کیوں کہ گویا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کو ممکن تصور کیا۔

دراصل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تمام انسانیت کے لئے ہے، قرآن کا ارشاد ہے:" وما ارسلنک الا کافة للناس" (سورة سباء:۲۸) تمام لوگوں میں قیامت تک آنے والے انسان داخل ہیں، گویا یہ اس بات کا اعلان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قیامت تک کے لئے ہے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دائرۂ نبوت قیامت تک وسیع ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت محفوظ ہے اور آپ کی شریعت میں کسی نسخ اور تبدیلی واضافہ کا

امکان نہیں تو آپ کے بعد کسی پیغمبر کی بعثت کے کوئی معنی نہیں، اگر آپ کے بعد بھی سلسلۂ نبوت جاری ہوتا تو ضرور تھا کہ جیسے ہر پیغمبر نے بعد میں آنے والے پیغمبر کے بارے میں اطلاع دی اور اس پر ایمان لانے کی ہدایت فرمائی، آپ بھی اس کا اعلان فرماتے؛ لیکن یہی نہیں کہ آپ نے آئندہ کسی نبی کی پیشین گوئی نہیں فرمائی؛ بلکہ یہ بھی اعلان فرمادیا اور اس کو بار بار واضح کردیا کہ آپ آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔

بدقسمتی سے انگریزوں کے تسلط کے دور میں پنجاب کی سرزمین سے حکومت وقت کی شہ پر ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا، جس کے غلامانہ مزاج و مذاق کا حال یہ تھا کہ خود ہی اپنے آپ کو حکومت انگلشیہ کا خود کاشتہ پودا کہا کرتا تھا اور حکمرانوں کی چوکھٹ پر جبیں سائی سے اسے ذرا بھی عار نہ تھا، افسوس کہ آج تک یہ گمراہ ٹولہ موجود ہے اور وہ ناواقف مسلمانوں کو دھوکہ دے کر ان کو نبوت محمدی کے سایہ سے محروم کرنا چاہتا ہے، یہ ایک ایسا فتنہ ہے، جس سے بڑا کوئی فتنہ نہیں، اور یہ ایسی گمراہی ہے جس سے بڑھ کر کوئی گمراہی نہیں، اگر اس دنیا میں اعتقاد و عمل کی نجاستیں محسوس پیکر میں ڈھل سکتیں اور اس کو محسوس کیا جاسکتا تو یہ ایسی بات ہوتی کہ اگر اسے سمندر میں ملادیا جاتا تو وہ بھی متعفن ہوجاتا۔

حقیقت یہ ہے کہ ختم نبوت امت کے لئے ایک بڑی رحمت ہے، یہ اس امت کی عالمگیریت، اس کی وحدت، اپنے عقیدہ پر جماؤ، استقامت نیز اعتقادی انتشار اور فرقہ بندیوں سے حفاظت کا ذریعہ ہے؛ کیوں کہ اگر سلسلۂ نبوت باقی ہوتو ہمیشہ ایک نئے نبی کا انتظار ہوگا اور اپنے عقیدہ پر استقامت نہ ہوگی، پھر جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے اس کے سچے اور جھوٹے ہونے کو جانچنا اور پرکھنا خود ایک امتحان ہے؛ کیوں کہ حقیقی نبی کا انکار بھی کفر ہے اور جھوٹے نبی پر ایمان لانا بھی کفر؛ اس لئے جب بھی کوئی نبی آئے گا، تو کچھ اس پر ایمان لانے والے ہوں گے اور کچھ اس کے منکر ہوں گے، اور اس سے فرقہ بندیاں جنم لیں گی؛ اس لئے ختم نبوت مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت ہے۔

مگر اعدائے اسلام چاہتے ہیں کہ امت مسلمہ کو اس عظیم نعمت سے محروم کردیں؛ لیکن وہ کبھی اس میں کامیاب نہیں ہوسکتے، ضرورت اس بات کی ہے کہ موجودہ حالات میں مسلمانوں کو بھی اور برادران وطن کو بھی ختم نبوت کی حقیقت سے واقف کرایا جائے؛ تاکہ وہ بکرے کی کھال میں آنے والے بھیڑیوں کو پہچان سکیں اور اچھی طرح سمجھ لیں کہ ختم نبوت کا عقیدہ ایمان اور کفر کی اساس اور ہدایت وگمراہی کے درمیان خط فاصل ہے، اور قادیانیت مسلمانوں کے فرقوں میں سے ایک فرقہ نہیں؛ بلکہ ایک علیحدہ باطل مذہب ہے۔

اس پس منظر میں عام مسلمانوں، مذہبی اداروں اور ملی تنظیموں کو چاہیے کہ وہ حکومت ہند کے خلاف پُر امن احتجاج کریں، صدر جمہوریہ، وزیر اعظم، وزیر داخلہ اور اپوزیشن لیڈران کو خطوط لکھ کر صحیح صورت حال سے واقف کرائیں اور مطالبہ کریں کہ قادیانیوں کو پارسیوں، جینوں اور سکھوں کی طرح ایک الگ قوم اور مذہب شمار کیا جائے، انہیں مسلمانوں میں شامل نہ کیا جائے؛ کیوں کہ وہ مسلمان ہیں ہی نہیں، جیسے کسی مسلمان کو ہندو، سکھ یا عیسائی قرار دینا اس کے لئے تکلیف دہ اور اہانت آمیز تعبیر ہے، اسی طرح قادیانیوں کو مسلمان قرار دینا مسلمانوں کے لئے تکلیف دہ اور اہانت آمیز ہے۔ ☆☆

تحفظ ختم نبوت پروگرام پشاور

پشاور (حافظ محمد عبدالوہاب پشاوری) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کے زیر اہتمام ۱۶ر ستمبر بروز ہفتہ بعد نماز عصر جامع مسجد ختم نبوت محلہ بیرزئی گاؤں گلوزئی دلہ زاک روڈ پشاور میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ قاری عبادالرحمن کی تلاوت کلام پاک سے آغاز ہوا۔ محمد لقمان نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صوبہ خیبر پختونخوا کے مبلغ مولانا عابد کمال، پشاور کے مبلغ مولانا تاج محمد اور علاقے کے بزرگ عالم دین مولانا محمد حقیق حقانی نے مختصر بیانات کیے۔ بعد نماز مغرب پروگرام کی دوسری نشست کا آغاز حافظ عبدالقادر کی تلاوت اور حافظ طارق کے نعتیہ کلام سے ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وضرورت، تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء اور فتنۂ قادیانیت کے عنوان پر تفصیلی بیان کیا۔ بیان کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صوبہ خیبر پختونخوا کے امیر مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی نے اپنے مخصوص انداز میں عقیدہ ختم نبوت، فتنۂ قادیانیت اور قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کی شرعی حیثیت پر روشنی ڈالی۔ پروگرام مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی کے دعائیہ کلمات سے اختتام پذیر ہوا۔ عوام الناس کو پروگرام کی دعوت دینے کے لئے مولانا تاج محمد، مفتی گل اسلام حقانی اور راقم الحروف نے علاقے کی تقریباً چوبیس مساجد میں مختصر بیانات کیے۔ اس کے علاوہ علاقے کے علماء کرام، مدارس کے طلبا کرام، سیاسی اور سماجی راہنماؤں کو پروگرام میں شرکت کی دعوت دی۔ پروگرام میں مولانا احسان الحق، مفتی عبدالسلام، مولانا انعام اللہ، مولانا کلیم اللہ، مولانا جعفر شاہ، مولانا محمد زاہد، مولانا ادریس خان، حاجی محمد عثمان، ہمایوں، قاری حمزہ اور چاچا عنایت کے علاوہ دیگر علماء کرام اور عوام الناس نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ نقابت کے فرائض راقم الحروف نے ادا کیے۔ اللہ رب العزت اس پروگرام کی برکت سے تمام مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت فرمائیں اور تمام مسلمانوں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

"محمد رسول اللہ" کا قادیانی تصور

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

(آخری قسط)

۷: مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ دعویٰ کہ وہ محمد رسول اللہ کا "بروز" ہیں اور محمد رسول اللہ کی دوبارہ بعثت مرزا غلام احمد قادیانی کے "روپ" میں ہوئی ہے ایک اور پہلو سے بھی غور طلب ہے، وہ یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی بروز کی تفسیر "جنم" اور "اوتار" کے ساتھ کرتے ہیں اور وہ خود کو کبھی محمد رسول اللہ کا بروز کہتے ہیں، کبھی عیسیٰ علیہ السلام کا، کبھی تمام انبیا کا، کبھی ہندوؤں کے کرشن جی مہاراج کا اور کبھی برہمن کا۔ ہندوؤں کے نزدیک انسان کی جزاوسزا کے لئے یہی صورت قدرت کی جانب سے مقرر ہے کہ اسے نیک و بد اعمال کے مطابق کسی اچھے یا برے قالب میں منتقل کر کے پھر دنیا میں بھیج دیا جائے، جس کو وہ نیا جنم اور نئی جون کہتے ہیں، مرزا کو دعویٰ ہے کہ محمد رسول اللہ کو دوبارہ مرزا غلام احمد قادیانی کے قالب میں بھیجا گیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ (ہندوؤں کے عقیدہ تناسخ اور مرزا غلام احمد قادیانی کے عقیدہ "بروز" کے مطابق) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے...... نعوذ باللہ...... پہلی "جون" میں کون سا پاپ ہوا تھا کہ انہیں دوبارہ غلام احمد قادیانی کی ناقص شکل میں بھیج دیا گیا؟ پہلی بعثت میں تو آپ صحیح البدن تھے اور دوسری بعثت میں انواع واقسام کے امراض خبیثہ کا مجموعہ بن گئے؟ پہلی بعثت میں آپ کے اعضاء صحیح سالم تھے اور دوسری بعثت میں دائیں ہاتھ سے معذور...... پہلی بعثت میں آپ جری اور بہادر تھے اور دوسری بعثت میں ضعف دل و دماغ کے مریض...... پہلی بعثت میں صاحب شریعت تھے اور دوسری بعثت میں شریعت و نبوت سے محروم...... پہلے بعثت میں شعر گوئی آپ کے بلند و بالا مقام کے لائق نہ تھی اور دوسری بعثت میں آپ شاعر تھے، پہلی بعثت میں آپ دنیا کے مجاہد اعظم اور فاتح اعظم تھے اور دوسری بعثت میں دجال (انگریز) کے غلام، پہلی بعثت میں آپ "نبی امی" تھے اور دوسری بعثت میں آپ کو فضل الٰہی (رافضی) کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنا پڑے۔

پہلی بعثت میں آپ کی جلالت و عظمت کا یہ عالم تھا کہ دنیا کے جابر و قاہر بادشاہوں کو خاطر میں نہ لاتے تھے اور دوسری بعثت میں آپ کے عجز و درماندگی کا یہ عالم ہوا کہ نصرانی ملکہ کو (جس کو کبھی غسل جنابت بھی نصیب نہ ہوا) یہ عرض داشت پیش کرنے لگے:

"اس عاجز (مرزا غلام احمد) کو وہ اعلیٰ درجہ کا اخلاص اور محبت اور جوش اطاعت حضور ملکہ معظمہ اور اس کے معزز افسروں کی نسبت حاصل ہے جو میں ایسے الفاظ نہیں پاتا جن میں اس اخلاص کا اندازہ بیان کر سکوں، اسی سچی محبت اور اخلاص کی تحریک سے جشن شصت سالہ جوبلی کی تقریب پر میں نے ایک رسالہ حضرت قیصرہ ہند دام اقبالہا کے نام تالیف کر کے اور اس کا نام "تحفہ قیصریہ" رکھ کر جناب ممدوحہ کی خدمت میں بطور درویشانہ تحفہ کے ارسال کیا تھا اور مجھے قوی یقین تھا کہ اس کے جواب سے مجھے عزت دی جائے گی، اور امید سے بڑھ کر میری سرفرازی کا موجب ہوگا...... مگر مجھے نہایت تعجب ہے کہ ایک کلمہ شاہانہ سے بھی ممنون نہیں کیا گیا، اور میرا کانشنس ہرگز اس بات کو قبول نہیں کرتا کہ وہ ہدیہ عاجزانہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ حضور ملکہ معظمہ میں پیش ہوا ہو اور پھر میں اس کے جواب سے ممنون نہ کیا جاؤں، یقیناً کوئی اور باعث ہے جس میں جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کے ارادہ اور مرضی اور علم کو کچھ دخل نہیں، لہٰذا اس حسن ظن نے جو حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی خدمت میں رکھتا ہوں، مجھے مجبور کیا کہ میں اس تحفہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ کی طرف جناب ممدوحہ کو توجہ دلاؤں اور شاہانہ منظوری کے چند الفاظ سے خوشی حاصل کروں، اسی غرض سے یہ عریضہ روانہ کرتا ہوں۔"

"میں دعا کرتا ہوں کہ خیر و عافیت اور خوشی کے وقت میں خدا تعالیٰ اس خط کو حضور قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں پہنچادے، اور پھر جناب ممدوحہ کے دل میں الہام کرے کہ وہ اس سچی محبت اور سچے اخلاص کو، جو حضرت موصوفہ کی نسبت میرے دل میں ہے، اپنی پاک فراست سے شناخت کرلیں اور رعیت پروری کی رو سے مجھے پر رحمت جواب سے ممنون فرمادیں۔" (ستارہ قیصرہ ص۲)

پہلی بعثت کی عظمت و برتری اور علوشان پر نظر کرو، اور پھر دوسری بعثت کی اس گراوٹ، چاپلوسی

خوشامد اور ناصیہ فرسائی کو دیکھو۔ دوسری بعثت میں قادیان کا محمد رسول اللہ صلیب پرست اور نجس ملکہ کو اپنی محبت و اخلاص' اطاعت و وفاشعاری اور بندگی و غلامی کا کن گھٹیا الفاظ میں یقین دلاتا ہے اور اسے طول طویل...... لیکن بے مغز و بے مصرف...... خطوط پے در پے بھیجتا ہے' لیکن وہ اس ''غلام بن غلام'' کو خط کی رسید بھیجنا بھی گوارا نہیں کرتی۔ پہلی بعثت کی وہ عظمت و رفعت اور دوسری بعثت کی یہ پستی و گراوٹ؟ سوچو اور سوچ کر بتاؤ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ...... العیاذ باللہ...... پہلی بعثت میں وہ کون سا گناہ ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی سزا میں آپ کو قادیان کے ایک مغل بچہ کے روپ میں دوبارہ دنیا میں بھیج دیا؟

۸: اس سے بڑھ کر تعجب خیز مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ دعویٰ ہے کہ:

''دوسری بعثت کی روحانیت' محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی روحانیت سے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے۔'' (خطبہ الہامیہ ص۱۸۱)

اور روحانی ترقیات کی طرف آپ کا تو صرف پہلا قدم ہی اٹھ سکا تھا' لیکن مرزا غلام احمد روحانی ترقیات کی آخری چوٹی تک پہنچ گیا۔ آپ کے زمانہ میں اسلام ہلال کی مانند تھا۔ (جس کی کوئی روشنی محسوس نہیں ہوا کرتی) لیکن مرزا غلام احمد کے طفیل وہ بدرجہ کامل بن چکا ہے۔

جس شخص کے سینے میں دل اور دل میں ایمان کی ذرا بھی رمق موجود ہو' جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے عقیدت و محبت کا ادنیٰ سے ادنیٰ تعلق بھی ہو اور جس کی چشم بصیرت سیاہ و سفید کے درمیان تمیز کرنے کی کسی درجہ میں بھی صلاحیت رکھتی ہو' کیا وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ان تعلّی آمیز دعوؤں کو ایک لمحہ کے لئے بھی قبول کرسکتا ہے؟ جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح توہین و تنقیص پائی جاتی ہے؟

۹: چلئے اس کو بھی جانے دیجئے' ذرا اسی نکتہ پر غور فرمایئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی ''اعلیٰ و اکمل روحانیت'' نے دنیا میں کون سا روحانی انقلاب برپا کر ڈالا؟ ان کے ''بدر کامل'' نے دنیا کو کیا روشنی عطا کی؟ اور ان کے ''روحانی عروج'' نے سفلی خواہشات اور مادیت کے سیلاب کے سامنے کون سا بند باندھ دیا؟ ہر چیز کو جھٹلایا جاسکتا ہے مگر ساری دنیا کے مشاہدہ کو جھٹلانا ممکن نہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی ''بعثت ثانیہ'' پر کامل صدی کا عرصہ گزر چکا ہے۔ دنیا کے حالات پر نظر کرکے فیصلہ کرو کہ کیا مرزا غلام احمد قادیانی کے ان بلند آہنگ دعوؤں سے دنیا کا رخ بدلا؟ فسق و فجور' ظلم و عدوان' اور کفر و ارتداد میں کوئی کمی واقع ہوئی؟ گھر بیٹھے اعلیٰ و اکمل روحانیت کے دعوے کئے جانا کیا مشکل ہے' مگر سوال تو یہ ہے کہ اس روحانیت کا مصرف کیا تھا؟ اور اس کا نتیجہ کیا نکلا؟

ساری دنیا کی اصلاح کا قصہ بھی رہنے دیجئے' خود مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاتھ پر جن لوگوں نے بیعت کی اور سالہا سال تک ان کی صحبت سے جو لوگ مستفید رہے' سوال یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی ''اعلیٰ و اکمل روحانیت'' نے کم از کم انہی کی زندگیوں میں کیا انقلاب برپا کیا؟ اس کے لئے کسی خارجی شہادت کی ضرورت نہیں' بلکہ مرزا قادیانی نے ۱۸۹۳ء کے ''اشتہار التوائے جلسہ'' میں جو ''شہادۃ القرآن'' کے ساتھ ملحق ہے' اپنی جماعت کی ''اخلاقی بلندی'' کا جو نقشہ کھینچا ہے' اسی کا ایک نظر مطالعہ کافی ہے۔ اس کا خلاصہ یہاں درج کرتا ہوں۔

مرزا کی ''بعثت ثانیہ'' پر تیرہ چودہ سال کا عرصہ گزر رہا ہے' مگر ان کی جماعت کے بیشتر افراد بقول ان کے اب تک نااہل' بے تہذیب' ناپاک دل' للّٰہی محبت سے خالی' پرہیزگاری سے عاری' کج دل' متکبر' بھیڑیوں کی مانند' سفلہ' خود غرض' لڑاکے' حملہ آور' گالیاں بکنے والے' کینہ ور' کھانے پینے پر نفسانی بحثیں کرنے والے' نفسانی لالچ کے مریض' بدتہذیب' ضدی' درندوں سے بدتر اور درحقیقت جھوٹ کو نہ چھوڑنے والے ہیں۔

مزید تیرہ' چودہ سال بعد ان کی جماعت کی اخلاقی سطح جس قدر بلند ہوئی' مرزا قادیانی اپنی آخری تصنیف میں اس کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچتے ہیں:

''ابھی تک ظاہری بیعت کرنے والے بہت سارے ایسے ہیں کہ نیک ظنی کا مادہ بھی ہنوز ان میں کامل نہیں' اور ایک کمزور بچہ کی طرح ہر ایک ابتلا کے وقت ٹھوکر کھاتے ہیں اور بعض بدقسمت ایسے ہیں کہ شریر لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر ہوجاتے ہیں' اور بدگمانی کی طرف ایسے دوڑتے ہیں جیسے کتا مردار کی طرف۔''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۸۸)

جب مرزا غلام احمد قادیانی کی پوری زندگی کی پچیس' تیس سالہ محنت کا ثمرہ بقول ان کے جیسے ''کتا مردار کی طرف'' نکلا تو اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ان کے بعد ان کی جماعت کی ''روحانیت'' کا معیار کتنا ''بلند'' ہوگا؟ لاہوری فریق نے قادیانی فریق کے امام (مرزا محمود) اور اس کے مقتدر لیڈروں پر' اسی طرح قادیانی فریق نے لاہوری فریق کے امیر (مسٹر محمد علی) اور اس کے ممتاز ممبروں پر (جو سب کے سب مرزا غلام احمد قادیانی کے یار غار اور طویل صحبت یافتہ تھے) الزامات کی جو بوچھاڑ کی ہے' وہ کس کے علم میں نہیں؟ ان میں اخلاقی اعتبار سے زنا' لواطت' چوری' بدکاری' قتل و غارت' تعلّی و تکبر' حرام خوری' خود غرضی' فریب کاری' مغالطہ اندازی اور بددیانتی کے الزامات اور دینی لحاظ سے کفر و شرک' ارتداد و نفاق اور تحریف و تلبیس وغیرہ کے الزامات سرفہرست ہیں۔ جس قوم

کے امیر المومنین اور سربرآوردہ افراد کا اخلاقی معیار یہ ہو اس کے عوام کالانعام کا کیا پوچھنا؟ یہ وہ لوگ تھے جن کی مرزا غلام احمد قادیانی کی "اقویٰ و اکمل اور اشد روحانیت" نے برسہا برس تک تربیت کی' جن کو مرزا غلام احمد قادیانی کے "فرشتہ" کہلانے کا شرف حاصل ہوا' جن کے حق میں مرزا غلام احمد قادیانی نے الہامی بشارتیں سنائیں' جو مرزا غلام احمد قادیانی کے نقیب اور داعی تھے' انہی کے ایسے اخلاقی قصے (جن کو سن کر تہذیب و شرافت سر پیٹ لے) گلی کوچوں میں گائے جاتے ہیں' اخباروں اور رسالوں میں چھپتے ہیں اور ان کی صدائے بازگشت سے عدالتوں کے کٹہرے گونج اٹھتے ہیں۔

یہ تھا مرزا غلام احمد قادیانی کی روحانیت کا اصلاحی کارنامہ' اور یہ تھا اس کے اس پرغرور دعوے کا نتیجہ کہ ان کی روحانیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے۔ اللہ ہمارے بھائیوں کو فہم و بصیرت بخشے اور صراط مستقیم کی ہدایت فرمائے۔

خلاصہ یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ (قادیان میں دوبارہ تشریف آوری) کا عقیدہ پیش کرنا' خود کو بروز محمد کی حیثیت سے محمد رسول اللہ قرار دینا' اور پھر اس قادیانی بعثت کو مکی بعثت سے اعلیٰ و برتر قرار دینا نہ صرف اسلامی عقیدہ کے خلاف اور قرآن کریم کی تصریحات کے منافی ہے' بلکہ یہ عقل و خرد کے اعتبار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر بدترین ظلم اور آپ سے ناقابل برداشت مذاق ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں کے دل میں اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت کی کوئی رمق باقی ہے تو میں ان سے حرمت نبوی کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں کہ خدا را ان حقائق پر غور فرمائیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کی پیروی سے دست کش ہو کر حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت سے وابستہ ہو جائیں۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ان بھولے بھٹکے بھائیوں کو بھی صراط مستقیم کی ہدایت فرمائے اور شیطان لعین کے چنگل سے نجات عطا فرمائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا و
مولانا محمد خاتم النبیین وعلیٰ آلہ
واصحابہ اجمعین الی یوم الدین

☆☆..........................☆☆

لوکی

ڈاکٹر غزالہ علیم

نام: لوکی، عربی: قرعۃ، الدباء، یقطین، یونانی: Kolokfenth، انگریزی: Gourd،
فارسی: کدو، نباتاتی: Vulgaris Sev، خاندان: Cucurbitacae

"وانبتنا علیہ شجرۃ من یقطین"... "اور ہم نے ان پر کدو کا درخت اُگایا..."

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک درزی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی، میں ان کے ساتھ گیا۔ اس نے جو کی روٹی اور سوکھے گوشت کے سالن میں لوکی پیش کی، میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تعالی کے اطراف سے لوکی کے ٹکڑے تلاش کر کے کھاتے تھے، اسی دن سے مجھے لوکی سے محبت ہو گئی۔ لوکی ایک عام سبزی ہے جو دنیا بھر میں پائی جاتی ہے۔ اس کا پودا بیل کی شکل میں پیدا ہوتا ہے۔ لوکی کا رنگ سبز ہوتا ہے۔ اس کی لمبائی ایک بالشت سے لے کر ایک میٹر تک ہوتی ہے۔ یہ لمبی اور گول دونوں شکلوں میں ہوتی ہے۔ اس کی ایک قسم جنگلی بھی ہوتی ہے جو ذائقے میں کڑوی اور حجم میں بڑی ہوتی ہے۔ اس کا پھول زرد رنگ کا اور پتے چھوٹے ہوتے ہیں، اسے کدو بھی کہا جاتا ہے۔

لوکی ایک زود ہضم غذا ہے۔ یہ نہ صرف جسم کو تقویت بخشتی ہے بلکہ بہت سے امراض کا علاج بھی ہے۔ یہ پھیپھڑوں، دل، جگر اور دماغ کو طاقت بخشتی ہے۔ مزاج کو خوشگوار بناتی ہے۔ خون کی گرمی اور جوش کو کم کرتی ہے، پیاس کو تسکین دیتی ہے۔ پیشاب کی جلن کو دور کرتی ہے اور پیشاب کو کھولتی ہے۔ صفراوی کیفیت کو دور کرتی ہے۔ پیٹ کے سدے کھول کر اسے نرم کرتی ہے۔ اس کا گودا سل، دق اور دماغی امراض میں خصوصیت سے مفید ہے۔

پیشاب آور خصوصیات کی بنا پر ہائی بلڈ پریشر کو معمول پر لانے کے لئے اس کا استعمال بہت مفید ہے۔ بخار توڑنے کے لئے لوکی کھانا اور اسے کاٹ کر جسم پر پھیرنا بہترین علاج ہے۔ لوکی کا چھلکا پیس کر کھانے سے آنتوں اور بواسیر سے آنے والا خون بند ہو جاتا ہے۔ سر چکرانے، آنکھوں میں پانی آنے، مستقل سر درد اور خفقان کے مریضوں کے لئے لوکی پیس کر اس کا لیپ سر پر کرنا مفید ہے۔ حاملہ خواتین کے لئے یہ بڑی نعمت ہے، حمل کے دوران لوکی کے استعمال سے حمل گرنے کا اندیشہ نہیں رہتا، اس کا گودا درد گردہ کے مقام پر گرم کر کے رکھنے سے درد کو آرام ملتا ہے اور بچھو کے ڈنک کے مقام پر لیپ کرنے سے زہر کا اثر دور ہو جاتا ہے۔

اس کے بیج سرد مزاج ہوتے ہیں، ان کا لیپ گرمی کے سر درد کو دور کرنے اور نیند لانے میں اکسیر ہے۔ ان بیجوں کا تیل بھی سر درد اور نیند لانے کے لئے مفید ہے، اس کی مالش سے مالیخولیا اور سرسام کا مرض دور ہو جاتا ہے۔ یہ جسم کو فربہ کرتے ہیں، پیٹ کے کیڑے مارنے میں مفید ہیں۔

(۱) لوکی کو بہی (سفرجل) کے ساتھ پکا کر کھانے سے جسم کو عمدہ غذائیت اور توانائی حاصل ہوتی ہے۔ (۲) کچی لوکی مع بیجوں کے مصری کے ساتھ دوران حمل مسلسل استعمال کرنے سے اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ (۳) لوکی کو چینی کے ساتھ پکا کر کھانے سے جنون اور خفقان کو فائدہ ہوتا ہے۔ (۴) کچی لوکی کا رس نکال کر روغن گل ملا کر کان میں ڈالنے سے ورم جاتا رہتا ہے۔ (۵) اس کا مربہ بہترین مقوی غذا ہے اور ٹی بی کے مریضوں کے لئے بہت مفید ہے۔ (۶) لوکی کا حلوہ، کھیر، مٹھائی اور سالن دنیا بھر میں مقبول غذائیں ہیں۔ (۷) معجون حمل۔

شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا

ضلع ڈیرہ غازی خان کا تبلیغی دورہ

مولانا عبدالعزیز لاشاری، تونسہ شریف

ختم نبوت کے کاز کی فکر رکھنے والے اکابر علماء کرام اور معززین کی یہ روایت رہی ہے کہ وہ ہمیشہ بزرگان ختم نبوت کو اپنے علاقہ جات میں دعوت وتبلیغ کے لئے اور قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کی روک تھام اور مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کے لئے ختم نبوت کے پروگرام مرتب کرتے رہے ہیں۔ مولانا صوفی اللہ وسایاؒ اور حافظ علی محمد صدیقیؒ اپنی زندگی میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کو تبلیغی دورے کراتے رہے، اسی تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے مولانا محمد اقبال مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تونسہ شریف نے شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا تبلیغی دورہ ترتیب دیا۔ ۲۵؍اگست بروز جمعہ ضلع ڈیرہ غازی خان کے مشہور قصبہ شادن لنڈ کی مرکزی جامع مسجد صدیق اکبر میں ایک ختم نبوت پروگرام کیا، اس پروگرام کے داعی مقامی جماعت کے ذمہ دار، اس قصبہ کے کونسلر اور نامور صحافی شہزاد حنیف، قاری بلال احمد اور بھائی خلیل احمد تھے۔

ایک دور میں شادن لنڈ قادیانیوں کا مرکز تھا۔ ۱۹۸۶ء میں تحصیل تونسہ شیر گڑھ کی مسجد میں قادیانی سردار کو دفن کردیا گیا تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے قادیانیوں کی اس حرکت کے خلاف تحریک چلائی، تحریک کامیاب ہوئی تو اس کا اثر پورے علاقے میں ہوا۔ اسی شادن لنڈ کے قادیانی سربراہ غلام حیدر خان نے ختم نبوت کانفرنس جو کہ حضرت خواجہ خان محمدؒ امیر مرکزیہ کی صدارت ہوئی، میں حضرت کی موجودگی میں اپنے پورے خاندان کے چالیس افراد سمیت قادیانیت کو چھوڑ کر اسلام قبول کرنے کا اعلان کرتے ہوئے کہا: ’’جس مذہب میں مرنے کے بعد قبر میں آرام نصیب نہ ہو ایسی قادیانیت پر ہم لعنت بھیجتے ہیں.... الحمدللہ!‘‘ اب صرف ایک دو گھر قادیانی بقایا ہیں۔ اللہ پاک ان کو بھی راہ ہدایت نصیب فرمائے۔

عرصہ دراز کے بعد یہاں مولانا اللہ وسایا مدظلہ تشریف لائے، دوستوں کی محبت اور فکر کی وجہ سے جامع مسجد صدیق اکبر مسلمانوں سے کھچا کھچ بھر گئی۔ تونسہ شریف سے مولانا عبدالعزیز لاشاری، مولانا غلام مصطفی اشعری، حکیم عبدالرحیم جعفر، جمعیت علماء اسلام کے رہنما حکیم عبدالرحمن جعفر، ڈیرہ غازی کے مولانا عبدالرحمن غفاری اپنے قافلوں کے ساتھ اس پروگرام میں شریک ہوئے۔ حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا گھنٹہ بھر ختم نبوت کے عنوان پر مدلل بیان ہوا، خطبۂ جمعہ اور امامت کے فرائض مولانا محمد اقبال مبلغ ختم نبوت نے سرانجام دیئے۔

نماز جمعہ کے بعد مولانا محمد اقبال، مولانا عبدالعزیز لاشاری، شاہین ختم نبوت کے ساتھ جام پور کی طرف روانہ ہوئے، نماز عصر جام پور کی مشہور شخصیت مولانا ابوبکر عبداللہ کے مدرسہ میں جاکر ادا کی۔ جام پور کے علماء کرام نے ختم نبوت کے اس وفد کا جام پور میں خیر مقدم کیا۔ راجن پور سے صاحبزادہ خلیل احمد صدیقی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ضلع راجن پور کے علماء کی قیادت کرتے ہوئے تشریف لائے، بعد نماز عشاء داجل میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لئے ایک کارواں کی شکل میں روانہ ہوئے۔ داجل میں قادیانی ڈاکٹر، مستری، میکینک، تاجر کے روپ میں گھس آئے تھے۔ یہ علاقہ بنیادی طور پر پسماندہ اور ریگستانی ہے اس کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قادیانی مسلمانوں کے ایمان خراب کرنے کی کوشش کرنے لگے تو عالمی مجلس کے کارکن ہوشیار ہوگئے۔ الحمدللہ! اب وہاں قادیانی اپنا مکر وفریب پھیلانے میں ناکام ہوچکے ہیں، ان کی سرگرمیوں کی روک تھام کے لئے یہ کانفرنس منعقد کی گئی۔

اس کانفرنس کے داعی مولانا نعیم الرحمن امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت داجل، حاجی اعجاز پارہ اور دیگر علماء کرام تھے، تاجر حضرات اور معززین شہر نے اس کانفرنس کی سرپرستی کی۔ مقامی علماء کرام مولانا ابوبکر عبداللہ، صاحبزادہ جلیل احمد صدیقی، مولانا عمر فاروق اور دیگر علماء کرام کے علاوہ شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے اپنے بیان میں مسئلہ ختم نبوت کی عظمت اور قادیانی عقائد سے مسلمانوں کو آگاہ کیا اور وعدہ لیا کہ مرتے دم تک حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں رہ کر ختم نبوت کے پرچم کو اپنے دامن میں تھام رکھیں گے، رات گئے تک کانفرنس جاری رہی، رات کے دو بجے محمد پور دیوان میں آکر آرام کیا۔

۲۶؍اگست کی صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد رحمت دوعالم میں مولانا عبدالعزیز لاشاری نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی سرگرمیوں کے حوالہ سے بیان کیا اور مسلمانوں کو بتایا کہ یہ اکابر ختم نبوت گاؤں گاؤں، قریہ قریہ، شہر شہر جاکر مسئلہ ختم نبوت بیان کرتے ہیں اور مسلمانوں کے ایمان کے تحفظ کے لئے دنیا بھر میں اپنا پیغام پہنچا رہے ہیں۔ صبح دس بجے حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا اسی مسجد سے متصل مدرسہ بنات میں مفصل بیان ہوا، اس

مدرسہ کے ذمہ دار حاجی واحد بخش اور مولانا مفتی اللہ وسایا مدظلہ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے وفد کا شکریہ ادا کیا۔

اسی دن دوپہر کو یہ قافلہ ختم نبوت جب راجن پور شہر کی جامع مسجد کینال کالونی حافظ علی محمد صدیقی والی میں پہنچا تو صاحبزادہ جلیل احمد صدیقی اور شہر بھر کے علماء کرام، کونسلر صاحبان، سیاسی و سماجی افراد نے استقبال کیا، اسی مسجد کے مین چوک پر شام پانچ بجے ختم نبوت چوک کا افتتاح ہوا۔ میونسپل راجن پور کے چیئرمین جناب کنور کمال اختر، کونسلر حافظ محمد بلال، کونسلر کلیم اللہ ٹگا، شہر بھر کے علماء کرام اور تاجر صاحبان اس تقریب میں شریک ہوئے۔ شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے اس تقریب کے آخر میں دعا کرائی اور شہر کے تاجروں نے اس خوشی میں مٹھائی تقسیم کی اور ختم نبوت زندہ باد کے نعروں سے پورا چوک گونج اٹھا، شام کو بعد نماز مغرب جامع مسجد آفیسر کالونی میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں مقامی علماء مولانا عمر حیدری، مولانا عمر فاروقی اور دیگر علماء کرام کے علاوہ شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے مسئلہ ختم نبوت اور قادیانی عقائد سے مسلمانوں کو آگاہ کیا۔ اس کانفرنس میں مقامی افسران اعلیٰ کے علاوہ عوام نے بھرپور شرکت کی۔ اس پروگرام کے داعی قاری محمد صدیق صاحبزادہ جلیل احمد صدیقی اور مولانا محمد مشہود اور دیگر علماء کرام تھے۔

ختم نبوت وفد کی کوٹ مٹھن میں حاضری

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کو اللہ پاک نے جہاں شعبہ تبلیغ، تصنیف، مناظرہ کے میدان میں ملکہ عطا فرمایا ہے، وہاں ان کے مزاج میں تصوف کے شعبہ سے بھی خاص لگاؤ ہے۔ ایک دفعہ کراچی کے سفر میں راقم الحروف سے مولانا نے اظہار فرمایا کہ: لاشاری، راجن پور ڈیرہ غازی خان میں کئی دفعہ پروگراموں میں آنا جانا ہوا مگر کوٹ مٹھن جو حضرت خواجہ غلام فرید چشتیؒ کا شہر ہے وہاں نہ جاسکے۔ اسی سفر میں ہی صاحبزادہ جلیل احمد صدیقی کی وساطت سے خانقاہ عالیہ فریدیہ چشتیہ کے گدی نشین حضرت خواجہ معین الدین کوریجہ سے ملاقات کا ٹائم لے لیا گیا تھا۔ حضرت خواجہ معین الدین کوریجہ ملک بھر میں مذہبی جماعتوں کے اجلاسوں کے حوالہ سے حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ صاحب سے متعارف تھے، چنانچہ خواجہ صاحب مولانا کی آمد کا سن کر نہ صرف خوش ہوئے بلکہ فرمایا کہ ختم نبوت کے تمام ذمہ داران میرے ہاں دوپہر کا کھانا کھانے کی درخواست بھی قبول فرمائیں، دو بجے دن ایک ۲۰ رکنی علماء کرام کا وفد شاہین ختم نبوت کی قیادت میں خانقاہ عالیہ پہنچا، وہاں حضرت خواجہ صاحب منتظر تھے اس سے چھ ماہ پہلے قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن مدظلہ بھی حضرت خواجہ صاحب کی دعوت پر کوٹ مٹھن میں جاچکے تھے۔ خانقاہ عالیہ کے تمام مریدین، منتظمین نے ختم نبوت کے اس وفد کا پُرخلوص استقبال کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں شرکت کے لئے خواجہ صاحب کو دعوت دی گئی، انہوں نے فرمایا کہ میں ضرور شرکت کروں گا۔ خواجہ صاحب نے آئے ہوئے ہر عالم دین کو تبرکات فریدی بطور تحفہ دیئے۔ شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کو تبرکات دیئے جارہے تھے تو مولانا نے یہ تبرکات اپنے سر پر رکھ کر فرمایا: ”یہ میرے سر کے تاج ہیں۔“ خواجہ غلام فرید کوٹ مٹھن کی ایک تاریخی حیثیت ہے شاہین ختم نبوت نے اپنی مشہور تصنیف ”چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگا رنگ“ جلد سوم س ۲۸۸ میں مختصر انداز میں تذکرہ کیا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

”حضرت خواجہ غلام فرید چشتیؒ“ کوٹ مٹھن کے معروف چشتی بزرگ عالم، شاعر، صوفی اور باخدا انسان تھے۔ آپ کو اللہ پاک نے اپنا اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کا وافر حصہ دیا تھا۔ آپ سیدنا فاروق اعظمؓ کی اولاد سے تھے، آپ کا خاندان حجاز مقدس سے سندھ، ٹھٹھہ، ملتان اور پھر کوٹ مٹھن آکر آباد ہوا، آپ سرائیکی زبان کے سب سے بڑے صوفی شاعر تھے، چشتی سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے اور حضرت ابن عربیؒ کے فلسفہ تصوف کے داعی تھے، آپ کی مجالس کے ملفوظات قلم بند کرنے کے لئے آپ کے مرید رکن الدین نے کام شروع کیا اوچ شریف کا ایک ملعون قادیانی غلام احمد اختر کے رکن الدین سے تعلقات تھے۔ مرزا قادیانی کی شہ پا کر غلام احمد اختر قادیانی نے رکن الدین کے ہاں آنا جانا شروع کیا، کبھی کبھار حضرت خواجہ غلام فریدؒ سے مل کر مرزا قادیانی کی نسبت باتیں بھی سنانی شروع کیں اسی قادیانی مردود نے ایک خط مرزا قادیانی کے نام تیار کرکے حضرت خواجہ صاحبؒ سے دستخط کرالئے، خط کے جواب میں یکے بعد دیگرے مرزا قادیانی نے خطوط لکھے، خواجہ صاحبؒ کا خط اور مرزا قادیانی کے خطوط خواجہ صاحب کے ملفوظات میں شائع ہوگئے۔ یہ حضرت خواجہ صاحب کے وصال کے بعد شائع ہوئے، اب خواجہ صاحبؒ کے گدی نشین خواجہ محمد بخش نازکؒ نے یہ پڑھے تو انہیں نکالنے کا حکم دیا اور فرمایا: ”ہمارے حضرت خواجہ صاحبؒ اور ہم مرزا قادیانی کو کافر سمجھتے ہیں۔“ خواجہ ہوت محمدؒ (شیدائی شریف)، حاجی جندوڈہ سیت پوری اور مولوی حامد شیدانوی جو حضرت خواجہ صاحبؒ کے خلفاء تھے اور نیاز مند، سب نے کہا کہ مرزا قادیانی کے جب عقائد سامنے آئے تو خواجہ صاحبؒ برملا فرماتے تھے: ”مرزا قادیانی کافر ہے۔“ حضرت مولانا لال حسین اخترؒ کا رسالہ ”حضرت خواجہ غلام فریدؒ اور مرزا قادیانی“ میں یہ تفصیلات درج ہیں جو احتساب قادیانیت جلد اول میں شائع شدہ ہیں۔ خود مرزا قادیانی نے بھی انجام آتھم میں پیر صاحب کو مباہلہ کا چیلنج دیا کہ حضرت خواجہ صاحب مجھے کافر دجال و کذاب سمجھتے ہیں۔“

اس موقع پر حضرت خواجہؒ کے تاریخی کتب خانہ اور تاریخی تبرکات کی زیارت کرائی گئی، آخر میں حضرت خواجہ معین الدین کوریجہ نے ختم نبوت کے اس وفد کو محبت بھری نگاہوں سے الوداع کرکے تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا۔

مرزاغلام احمد قادیانی کی پیشین گوئیاں

واقعات کے آئینہ میں!

’’قادیانیت کا مختصر تعارف اور پیشین گوئیاں جنہیں خود غلام احمد قادیانی نے اپنے صادق یا کاذب ہونے کا معیار اور حق و باطل کے درمیان فیصلہ کن قرار دیا تھا اور جو قطعی طور پر غلط ثابت ہوئیں۔‘‘

(آخری قسط)

مولانا کفیل احمد علوی کیرانوی

ہم مرزاجی کا ایک خط جو انہوں نے مولانا ثناء اللہ صاحب کو لکھا تھا پیش کر رہے ہیں، اسے غور سے پڑھئے:

’’مرزاجی بنام مولانا ثناء اللہ صاحب

آخری فیصلہ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

یستنبؤنک احق ہو قل ای وربی انہ لحق

السلام علی من اتبع الھدی

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب!

مدت سے آپ کے پرچہ اہلِ حدیث میں میری تکذیب، تفسیق کا سلسلہ جاری ہے، ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود، کذاب، دجال، مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور دجال اور کذاب ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے، میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا، مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افترا میرے پر کرتے اور دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں.... اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہوجاؤں گا، کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہوجاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے، پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں، آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔

یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشین گوئی نہیں محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ: ’’اے میرے مالک! اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک! میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کردے۔ آمین۔

مگر اے کامل اور صادق خدا! اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے، حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر، مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے، بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے رُوبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے، جن کو وہ منصبی فرض سمجھ کر ہمیشہ مجھ کو دُکھ دیتا ہے۔ آمین یارب العالمین۔

میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی، وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص (مرزا صاحب) درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بُرا آدمی ہے۔

میں دیکھتا ہوں مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلے کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے، اپنے ہاتھ سے بنائی ہے اس

لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر، اے میرے پیارے مالک! تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں، اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔" (مرزا جی غلام احمد قادیانی کا) اشتہار مورخہ ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم ص ۱۲۰ (بحوالہ قادیانی مذہب، الیاس برنی)

خدا کی قدرت اور مقام عبرت دیکھئے کہ مولانا ثناء اللہ صاحب تو ایک مدت تک بعافیت زندہ رہے اور بوڑھے ہوجانے کے باوجود قادیانیت کی بیخ کنی میں لگے رہے اور مرزا جی بہادر اپنے اس اشتہار کے ایک ہی سال بعد ۲۶/اگست ۱۹۰۸ء میں اپنے دامن میں بہت ساری رسوائیں سمیٹ کر پادری آتھم اور پنڈت لیکھرام کے پاس ہاویہ میں جا پہنچے۔ قادیانیت کی سرزمین پر سناٹا چھا گیا۔ ان کے امتی حیرت سے ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہ گئے، انتظار تھا مولانا ثناء اللہ کے مرجانے کا لڑھک گئے مرزا جی۔ وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علیٰ کل شئی قدیر۔

دعویٰ کیا تھا گل نے اس گل کی روبری کا
تھپڑ صبا نے مارا، شبنم نے منہ پر تھوکا

نوٹ کرنے کی بات یہ ہے کہ اس خط میں مرزا جی نے لکھا ہے کہ "اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔"

چنانچہ ایسا ہی ہوا.... اسی خط میں ہے کہ: "اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے، پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ خدا کے ہاتھوں سے ہے۔ جیسے طاعون و ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں، آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔".... خدا کے فضل و کرم سے مولانا ثناء اللہ صاحب تو ہر طرح سے محفوظ رہے۔ نہ طاعون میں مبتلا ہوئے اور نہ ہیضہ کی بیماری ان کو چھو سکی۔ اس کے برعکس خود مرزا جی ہیضہ کی شدید تکلیف میں مبتلا ہوکر مرے۔

اس خط سے پہلے بھی مرزا جی نے مولانا ثناء اللہ صاحب کے لئے پیشین گوئی کی تھی، اس کا جو حشر ہوا، وہ بھی دیکھ لیجیے!

مولانا ثناء اللہ سے متعلق پیشین گوئی:

مرزا جی ایک پیشین گوئی کی تھی کہ: "وہ (مولانا ثناء اللہ) قادیان میں میری پیشین گوئیوں کی پڑتال کے لئے ہرگز نہیں آئیں گے۔" جیسے ہی یہ پیشین گوئی مولانا کے علم میں آئی، وہ فوراً اسی مقصد کے لئے ۱۰/جنوری ۱۹۰۴ء میں قادیان جادھمکے۔ وہ اور مولانا محمد حسین صاحب وغیرہ تو جھوٹے نبی کو ہر جگہ اور ہر رخ سے مات دینے کا عزم مصمم کئے ہوئے تھے، وہ اس موقع پر کیسے چوک سکتے تھے، جب مولانا ثناء اللہ نے ایک خط کے ذریعہ مرزا جی کو آگاہ کیا کہ میں آپ کی پیشین گوئی کے برخلاف قادیان پہنچ چکا ہوں اور گفتگو کرنا چاہتا ہوں تو مرزا جی گول ہو گئے اور اس وقت تک زنان خانہ سے باہر نہ نکلے جب تک ایسے معتبر لوگوں سے یقین کے ساتھ یہ معلوم نہیں ہوگیا کہ ثناء اللہ قادیان کی حدود سے باہر جاچکے ہیں۔

دیکھئے نبی ظلی کی پیشین گوئی کتنی سچی ثابت ہوئی؟

مولانا ثناء اللہ کو دعوت مبارزت اور میدان میں آنے سے گریز:

ایک مرتبہ مرزا جی نے عربی میں ایک قصیدہ لکھ لیا اور مولانا ثناء اللہ کو چیلنج کردیا کہ:

"یہ میرا قصیدہ ہے عربی میں ہے اور یہ میرا اہم معجزہ ہے۔ اگر تم حق پر ہو تو آج سے پانچ دن کے اندر اس جیسا قصیدہ لکھ کر پیش کرو۔"

مولانا مرحوم نے بڑا اچھا جواب دیا، فرمایا:

"تمہارا چیلنج منظور ہے مگر پہلے مجمع میں آکر اس کی عربی صحیح کرو، پھر میں پانچ دن سے پہلے قصیدہ پیش کرتا ہوں۔"

اس پر مرزا جی کھیل گئے اور چپ سادھ لی، کیونکہ انہیں اتنی عربی آتی ہی نہیں تھی کہ کسی عربی داں کے سامنے آکر زبان و قواعد کے مسئلہ میں گفتگو کرسکیں۔

ایک دلچسپ پیشین گوئی:

۱۸۸۶ء میں مرزا جی کی بیگم حاملہ ہوگئیں، آپ نے فوراً پیشین گوئی فرمادی کہ:

"خداوند کریم نے جو ہر چیز پر قادر ہے، مجھے اپنے الہام سے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں تا دین اسلام کا شرف کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو، تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں، جو چاہتا ہوں کرتا ہوں، تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا، خدا کے دین، اس کی کتاب، اس کے رسولوں کو انکار کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے، ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا، وہ تیرے ہی تخم تیری ہی ذریت سے ہوگا، خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے،

اس کا نام بشیر بھی ہے، مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے، اس کے ساتھ فضل ہے، وہ بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا، علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جاوے گا وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا، اسیروں کی رستگاری کا باعث ہوگا، قومیں اس سے برکت پائیں گی۔" (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت، ج:۱، ص:۵۸)

کسی سے سن لیا ہوگا کہ حمل کے دوران داہنی کوکھ بھاری ہونا لڑکے ..... کی علامت ہے اور بائیں کا بھاری ہونا لڑکی کی، استفسار پر بیگم نے کہہ دیا ہوگا کہ میری داہنی کوکھ بھاری ہے، اب کیا تھا، مرزا جی نے جھٹ سے پیشین گوئی کر ڈالی یہ ان کی عادت تھی ہی کہ اپنی ہر بات کو الہامی بتاتے تھے، معتقدین میں ایک مادرزاد ولی کامل، مجدد وقت اور امام زماں کے ظہور کا شدت سے انتظار کیا جانے لگا۔ اللہ اللہ کرکے جب دن پورے ہوئے اور حمل باہر آیا تو لڑکا نہیں لڑکی تھی:

"اے بسا آرزو کہ خاک شدہ"

لوگوں نے پوچھا: مرزا جی! یہ کیا ہوا؟ یہ تو لڑکی ہوگئی۔ آپ نے تو عظیم الشان لڑکے کی پیشین گوئی کی تھی؟ مرزا جی نے فوراً کرتب دکھایا کہ میں نے یہ کب کہا تھا کہ اسی حمل سے لڑکا ہوگا، الہام کے مطابق لڑکا ضرور ہوگا، دوسرے حمل میں ہوگا، دوسرے میں بھی نہ ہوا، تیسرے میں ہوگا، ہوگا ضرور۔

مولانا ثناء اللہ وغیرہ جو کراماً کاتبین کی طرح مرزا جی کی ہر ہر بات پر نظر رکھتے تھے، جستجو میں رہنے لگے اور ایسا انتظام کرلیا گیا کہ مرزا جی کے گھر کی خبریں بھی ملتی رہیں۔ خطرہ یہ تھا کہ کہیں مرزا جی کسی دوسرے کے نومولود سے بیگم کی گود بھر کر یہ مشہور نہ کردیں کہ میرے الہام کے مطابق لڑکا پیدا ہوگیا، یہ ان سے کچھ بعید بھی نہیں تھا۔ مرزا جی نے لڑکا پیدا ہونے کے لئے نہ جانے کیا کچھ کیا ہوگا، لیکن افسوس! اس لڑکی کے بعد ان کے یہاں کوئی بچہ ایسا پیدا نہیں ہوا جسے مرزا جی اپنی پیشین گوئی کا مصداق قرار دے سکتے۔

مرزا جی کی فیصلہ کن اور دوسری پیشین گوئیاں

جب پوری نہ ہوئیں تو بڑے پیمانہ پر اُن کی رسوائی ہوئی، ہونی ہی تھی۔ ہوئی اور خوب ہوئی۔ مسلمانوں ہی میں نہیں، ہندوؤں اور عیسائیوں میں بھی ہوئی۔ ان کے چیلوں کو چاہئے تھا کہ وہ حقائق کے سامنے آجانے کے بعد صحیح راہ پر آجاتے، مرزا جی کا ساتھ چھوڑ دیتے، مگر ان میں سے بہت سوں نے ایسا نہیں کیا، بلکہ عذر گناہ بدتر از گناہ کے مرتکب ہوگئے۔ مرزا جی کے ایک چیلے ظہور الدین اکمل پیشین گوئیوں کے صحیح ثابت نہ ہونے سے گھبرا کر اور مرزا جی کے چہرے سے ذلت کی گرد صاف کرنے کے لئے ایک نرالا انداز اختیار کرتے ہیں، لکھتے ہیں:

"ہر بات کی کوئی نہ کوئی غرض ہوتی ہے، دیکھنا یہ ہے کہ وہ غرض پوری ہوئی یا نہیں، جب اصل غرض پوری ہوجائے تو پھر یہ سوال بے فائدہ ہے کہ پیشین گوئی پوری ہوئی یا نہیں۔"

(مرزا احمد بیگ والی پیشین گوئی، ص:۳)

دنیا جانتی ہے کہ کسی پیشین گوئی کو جبکہ وہ ایسے شخص کی طرف سے کی جاری ہو جو مامور من اللہ اور نبی ہونے کا مدعی ہو، اسی وقت درست مانا جائے گا جب وہ دعوئی کے عین مطابق پوری ہوگی، ورنہ نہیں۔ غرض تو بعد میں کچھ بھی بتائی جاسکتی ہے۔ اس طرح کی پیشین گوئی بلکہ اس سے کہیں معقول انداز میں تو کوئی بھی کرسکتا ہے پیشین گوئی کا اور اس پر زور دینے کا حق کہ اسے کذب وصدق کا معیار اور قطعی فیصلہ کن قرار دیے جانے کا تو صاف مطلب یہی ہوتا ہے کہ جس طرح کہا جارہا ہے اس کو اس طرح ہونا چاہئے نہ ہونے کی صورت میں یہ کہنا کہ اس سے میرا مطلب یہ تھا، میری غرض یہ تھی، حق کے ساتھ آنا کافی ہے۔ فہم و شعور کو منہ چڑھانا ہے، غلط اور رکیک توجیہات ہیں، جنہیں معمولی سمجھ بوجھ رکھنے والا بھی نہیں مان سکتا۔

☆☆☆☆☆

مرتے دم تک قادیانیت کی سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے: علماء کرام

حیدرآباد...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین مولانا توصیف احمد، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا ناصر حسین، مولانا تجمل حسین، مولانا مختار احمد، مولانا حنیف سیال نے وادی مہران میں اجتماعات جمعہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی اور ان کے ایجنڈوں کی کسی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے، ماضی کی طرح آئندہ بھی عاشقان مصطفیٰ قانون ناموس رسالت اور ختم نبوت کا تحفظ کرتے رہیں گے، شکست اور ذلت قادیانیت کے ماتھے کا جھومر ہے، مرتے دم تک قادیانیت کی سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔ راہنماؤں نے اجتماعات جمعہ میں قرارداد منظور کرتے ہوئے کہا کہ حکومت سازشی عناصر کے خلاف ایکشن لے۔ مولانا توصیف احمد نے کہا کہ روز اول سے حکمرانوں کا ایجنڈہ ہے کہ اس قانون کو ختم کیا جائے مگر عوامی احتجاج کی وجہ سے ذلت اور شکست ان کا مقدر بنتی ہے، اپنے مذموم عزائم میں بارہا ناکامی سے حکمرانوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ تمام راہنماؤں نے تحفظ ختم نبوت کے لئے جدوجہد کرنے والے اہلیان پاکستان، مذہبی وسیاسی جماعتوں، صحافی برادری، پاک آرمی کو خراج تحسین پیش کیا۔

رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام

(۵)

حافظ عبید اللہ

کون سے عیسیٰ بن مریم نے نازل ہونا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے وضاحت بھی فرمادی ہے

مرزا قادیانی نے اپنی تحریروں میں جا بجا یہ مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے کہ احادیث میں جو عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے نازل ہونے کی خبر دی گئی ہے وہ اس پس منظر میں کہا گیا ہے کہ چونکہ امت محمدیہ کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہ بھی یہود کے نقش قدم پر چلیں گے لہٰذا جیسے بنی اسرائیل کے یہود کی اصلاح کے لئے عیسیٰ بن مریم علیہما السلام تشریف لائے تھے اسی طرح امت محمدیہ میں سے یہود کے نقش قدم پر چلنے والوں کی اصلاح کے لئے بھی ایک عیسیٰ بن مریم نے آنا تھا جو اسی امت میں سے ہونا تھا اور وہ میں ہوں۔

اگرچہ اپنی اس منطق کا مرزا قادیانی نے اپنی ایک دوسری تحریر میں خود رد بھی کردیا ہے، چنانچہ جب تک مرزا نے خود صریح طور پر نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا اور اس کا یہ کہنا تھا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا تو اس نے یہودیوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کا ذکر کرتے ہوئے یوں لکھا:

”اگر کوئی کہے کہ فساد اور بدعقیدگی اور بداعمالیوں میں یہ زمانہ بھی تو کم نہیں پھر اس میں کوئی نبی کیوں نہیں آیا؟ تو جواب یہ ہے کہ وہ زمانہ توحید اور راست روی سے بالکل خالی ہوگیا تھا اور اس زمانہ میں چالیس کروڑ لا الٰہ الا اللہ کہنے والے موجود ہیں اور اس زمانہ کو بھی خدا تعالیٰ نے مجدد کے بھیجنے سے محروم نہیں رکھا۔“

(نورالقرآن 1، رخ9،صفحہ339حاشیہ)

یعنی باالفاظ دیگر حوالہ مذکورہ میں مرزا قادیانی یہ کہنا چاہتا ہے کہ امت محمدیہ میں کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں کیونکہ کئی کروڑ توحید پرست موجود ہیں اور چھوٹی موٹی گمراہیوں کی اصلاح کے لئے مجددین ہی کافی ہیں، اب آیئے نبی کریم ﷺ کی احادیث سے راہنمائی لیتے ہیں کہ کیا واقعی آپ ﷺ نے امت محمدیہ میں سے کسی مثیل مسیح کے آنے کی خبر دی تھی یا انہی مسیح علیہ السلام کے نزول کی خبر دی تھی جو آپ ﷺ سے پہلے مبعوث ہو چکے تھے؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے ایک حدیث روایت فرمائی ہے جس کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں:

”......الأنبياء اخوة لعلات، امهاتهم شتىٰ ودينهم واحد، واني أولى الناس بعيسىٰ بن مريم، لأنه لم يكن بيني وبينه نبي وانه نازل ...... الى آخر الحديث.“(مسند ابی داود الطیالسی:حدیث نمبر2698،مسند احمد:حدیث نمبر9270،مسند البزار:حدیث نمبر9574وغیرہ)

یہ روایت دوسرے مرزائی خلیفہ مرزا محمود نے بھی اپنی کتاب ”حقیقۃ النبوۃ“ میں مسند احمد کے حوالے سے پوری با ترجمہ نقل کی ہے اور اس سے مرزا قادیانی کی نبوت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، لہٰذا ہم اسی کا کیا ہوا اردو ترجمہ نقل کرتے ہیں:

”یعنی انبیاء علاتی بھائیوں کی طرح ہوتے ہیں ان کی مائیں تو مختلف ہوتی ہیں اور دین ایک ہی ہوتا ہے، اور میں عیسیٰ بن مریم سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے والا ہوں کیونکہ اس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں (صحیح ترجمہ ہے: کوئی نبی نہیں ہوا۔ناقل) اور وہ نازل ہونے والا ہے......الخ۔“

(حقیقۃ النبوۃ،انوار العلوم،جلد2،صفحہ508)

اس حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سب سے زیادہ قریب میں ہوں اور یہ الفاظ فرمائے ”لأنه لم يكن بيني وبينه نبي“ کیونکہ ان کے اور میرے درمیان اور کوئی نبی نہیں ہوا، یہی لفظ ”لم یکن“ قابل غور ہے، یکون فعل مضارع ہے، اس پر حرف ”لم“ آیا تو یہ ”لم یکن“ بن گیا، اسے علم الصرف میں نفی جحد بلم بھی کہا جاتا ہے اور اصول یہ ہے کہ جب فعل مضارع پر حرف لم آئے تو وہ ضرور ماضی منفی کا معنیٰ دیتا ہے لہٰذا ”لم يكن بيني وبينه نبي“ کا معنیٰ یہ ہے کہ ان کے اور میرے درمیان ماضی میں کوئی نبی نہیں ہوا (یہ معنیٰ نہیں ہوسکتا کہ میرے اور اس عیسیٰ کے درمیان مستقبل میں کوئی نبی نہیں ہوگا) معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ ان عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرمارہے ہیں جو آپ ﷺ سے پہلے مبعوث ہوئے تھے، اور پھر آگے انہی کے بارے میں فرمایا ”وانه نازل“ وہی نازل ہوں گے۔

یہ حدیث شریف اس بارے میں صریح ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہی عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی خبر دی ہے جو آپ ﷺ سے پہلے مبعوث ہوچکے تھے۔

اسی طرح امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں دو احادیث ذکر کی ہیں جن میں سے ایک کے اندر ان عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے جنہیں آنحضرت ﷺ نے معراج کی رات دیکھا تھا، اور دوسری کے اندر ان عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے جن کے ہاتھ سے دجال نے قتل ہونا ہے، آیئے پہلے دونوں احادیث کے الفاظ کا مطالعہ کرتے ہیں:

پہلی حدیث: جس میں اس واقعہ کا بیان ہے کہ جب نبی کریم ﷺ معراج سے واپس تشریف لائے اور قریش کو آپ کی بات کا یقین نہیں آیا تو انہوں نے آپ ﷺ کا امتحان لینے کی غرض سے بیت المقدس کے بارے میں کچھ سوالات کرنے شروع کئے، نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میری نظروں کے سامنے سارا منظر کر دیا وہ جو جو پوچھتے تھے میں بتاتا جاتا تھا، اسی حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

”......ولقد رأيتني في جماعة من الأنبياء فاذا موسىٰ قائم يصلي فاذا رجل ضرب جعد كأنه من رجال شنوءة، واذا عيسىٰ بن مريم عليه السلام قائم يصلي، اقرب الناس به شبهاً عروة بن مسعود الثقفي......الى آخر الحديث“

میں نے اپنے آپ کو انبیاء کی جماعت کے درمیان دیکھا، پس (دیکھا کہ) موسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں وہ میانہ تن و توش کے اور گٹھے ہوئے جسم والے تھے جیسے شنوءہ قبیلہ کے لوگ ہوتے ہیں، اور میں نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو بھی دیکھا وہ بھی کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں، میں ان کے سب سے زیادہ مشابہ عروہ بن مسعود ثقفی کو پاتا ہوں۔ (اس حدیث کی سند یوں ہے: حدثني زهير بن حرب، حدثنا حُجين بن المثنى، حدثنا عبدالعزيز وهو ابن ابي سلمة، عن عبدالله بن الفضل، عن ابي سلمة بن عبدالرحمن، عن ابي هريرة......) (صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب ذكر المسيح بن مريم والمسيح الدجال)

غور فرمائیں! اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے ان عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو جنہیں آپ ﷺ نے معراج کی رات نماز پڑھتے دیکھا تھا اپنے ایک صحابی عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ کے مشابہ بتایا۔

دوسری حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول نے فرمایا:

”......يخرج الدجال في امتي فيمكث اربعين (لا ادري أربعين يوماً أو اربعين شهراً أو اربعين عاماً)، فيبعث الله عيسىٰ بن مريم كأنه عروة بن مسعود، فيطلبه فيهلكه......“ دجال میری امت میں خروج کرے گا پس وہ چالیس تک رہے گا (میں نہیں جانتا کہ چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال)، پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو بھیجیں گے گویا کہ آپ عروہ بن مسعود ہیں (یعنی ان کے مشابہ ہوں گے) پس آپ دجال کو ڈھونڈ کر ہلاک کر دیں گے۔

(اس حدیث کی سند یہ ہے: حدثنا عبيدالله بن معاذ العنبري، حدثنا أبي، حدثنا شعبة، عن النعمان بن سالم، قال: سمعت يعقوب بن عاصم بن عروة بن مسعود الثقفي، يقول: سمعت عبدالله بن عمرو......)۔“ (صحيح مسلم، كتاب الفتن واشراط الساعة، باب خروج الدجال ومكثه في الأرض......)

اس حدیث شریف میں ان عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے جن کے ہاتھوں دجال قتل ہوگا اور یہاں بھی انہیں حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ کے مشابہ بتایا، ثابت ہوا کہ وہی عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے جنہیں آپ ﷺ نے معراج کی رات دیکھا تھا۔

مرزائی پاکٹ بک کے مصنف کا ایک اور دھوکہ اور اس کا پوسٹ مارٹم

صحیح مسلم کی ان دونوں مذکورہ روایات پر بھی ملک عبدالرحمٰن خادم گجراتی نے حسب عادت اپنا دجل وفریب دکھایا ہے، چنانچہ پہلی روایت کے بارے میں لکھتا ہے کہ: ”اس کا ایک راوی ابوالزبیر محمد بن مسلم مکی ہے جو ضعیف ہے......الخ۔“ (پاکٹ بک، ص:236)

اگرچہ ہماری پیش کردہ روایت میں اس نام کا کوئی راوی نہیں اس لئے محمد بن مسلم مکی پر بات کرنا ہم پر لازم نہیں لیکن چونکہ مصنف پاکٹ بک کے دجل سے نقاب اٹھانا بھی مقصود ہے اس لئے ہم چند باتیں لکھ کر آگے چلیں گے، یہاں بھی ملک عبدالرحمٰن خادم گجراتی نے ان تمام ائمہ کے الفاظ نقل نہیں کئے جنہوں نے ابوالزبیر محمد بن مسلم مکی کی توثیق کی ہے اور انہیں سچا بتایا ہے مثلاً یعلی بن عطاء، امام احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، یعقوب بن شیبة، ابو زرعة، نسائی، ابن عدي، ابن حبان، ابن المديني، ابن سعد، اور امام ساجی وغیرہم، بلکہ ابن عدي نے یہاں تک لکھا ہے کہ امام مالکؒ نے ابوالزبیر سے احادیث روایت کی ہیں اور ابوالزبیر کے سچے ہونے کی یہی دلیل کافی ہے کہ ان سے امام مالک نے روایت لی ہے کیونکہ امام مالک صرف ثقہ سے ہی روایت لیتے ہیں، پاکٹ بک کے مصنف نے ”تہذیب التہذیب اور میزان الاعتدال“ کے حوالے سے کچھ الفاظ نقل کئے ہیں اور ایک جگہ ترجمہ میں ایسی تحریف کی ہے کہ

یہودی بھی شرما جائیں۔اس نے عربی کی یہ الفاظ نقل کئے ہیں"قلت لشعبة مالك تركت حديث ابي الزبير قال رأيته يزن ويسترجح في الميزان" ان الفاظ کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ (ورقاء کہتے ہیں کہ) میں نے شعبة (بن الحجاج) سے کہا کہ آپ نے ابوالزبیر کی حدیث کیوں ترک کردی ہے؟ تو انہوں نے کہا: میں نے انہیں وزن کرتے دیکھا (یعنی کوئی چیز تولتے دیکھا تھا) اور وہ ترازو کو کھینچ رہے تھے (یعنی شعبہ کے خیال میں ٹھیک سے نہیں وزن کر رہے تھے)، عربی میں "وزن یزن" کا معنی ہوتا ہے وزن کرنا، تولنا، لیکن مرزائی مربی نے ان الفاظ کا ترجمہ یوں کیا "انہوں نے جواب دیا میں نے اسے زنا کرتے دیکھا ہے" (پاکٹ بک، صفحہ 236)، کیا اس سے بڑا دجل کوئی ہوسکتا ہے؟ کہاں وزن کرنا اور کہاں زنا کرنا؟ جبکہ اگلے الفاظ "ويسترجح في الميزان" واضح طور پر بتا بھی رہے ہیں کہ یہاں وزن کرنے کا ذکر ہو رہا ہے نہ کہ زنا کرنے کا (عربی میں زنا کرنے کے لئے زنى يزني آتا ہے)، واضح رہے کہ اسی تہذیب التہذیب میں امام ابن حبان کا قول موجود ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ جس نے ابوالزبیر پر صرف اس وجہ سے جرح کی ہے کہ وہ تولتے ہوئے ترازو کو کھینچ رہے تھے اس نے انصاف نہیں کیا۔ (دیکھیں: تہذیب التہذیب، جلد3 صفحات 694، 695، طبع موسسۃ الرسالۃ)

مرزائی پاکٹ بک کے مصنف نے ایک اور جھوٹ بولا ہے، تہذیب التہذیب اور میزان الاعتدال کے حوالے سے لکھا ہے" اس روایت کا دوسرا راوی قتیبۃ بن سعید التیمی ہے یہ بھی ضعیف ہے چنانچہ لکھا ہے کہ......" یعنی عقیلی نے کہا ہے کہ اس راوی کی روایت بالکل غیر محفوظ ہوتی ہے، یہ اپنے نسب اور روایات کرنے اور سند دینے میں مجہول تھا اور اس کی حدیث نہ مستند ہوتی ہے اور نہ ہی درست" (پاکٹ بک، صفحات 236 و 237)، ہماری پیش کردہ روایت میں اس نام کا راوی بھی نہیں اس لئے اس کا جواب ہمارے ذمہ نہیں لیکن چونکہ یہاں بھی مرزائی دجل و فریب کا بھرپور مظاہرہ کیا گیا ہے اس لئے ہم پوسٹ مارٹم کئے بغیر آگے نہیں چل سکتے، جس روایت کا ذکر پاکٹ بک کا مصنف کر رہا ہے اس میں جو راوی ہے اس کا نام ہے "قتيبة بن سعيد بن جميل بن طريف بن عبدالله الثقفي" لیکن مرزائی مربی نے نہایت چالاکی سے اسے "قتيبة بن سعيد التيمي" بنادیا (ایسے دھوکے مرزائی پاکٹ بک میں متعدد مقامات پر دیے گئے ہیں)، اور قتيبة بن سعيد الثقفي نہایت ثقہ ہیں، امام احمد بن حنبل، يحيى بن معين، نسائي، فرهياني، حاكم، احمد بن سيار المروزي، ابن حبان اور مسلمه بن قاسم خراساني نے انہیں ثقہ اور قابل قبول کہا ہے، امام بخاری نے ان سے 308 احادیث اور امام مسلم نے 668 احادیث روایت کی ہیں، جو الفاظ پاکٹ بک میں نقل کئے گئے ہیں وہ قتيبة سعيد الثقفي کے بارے میں کہیں نہیں ملتے۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں: تهذيب التهذيب، جلد3 صفحات 431، 432 طبع موسسۃ الرسالۃ)

اسی طرح صحیح مسلم کی دوسری روایت جس میں یہ ذکر ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام دجال کو قتل کریں گے اور ان کی صورت بھی عروۃ بن مسعود ثقفیؓ کے مشابہ بتائی گئی، اس کے دو راویوں "شعبة بن الحجاج" اور "عبيدالله بن معاذ العنبري" کے بارے میں بھی پاکٹ بک میں لکھا ہے کہ یہ دونوں ضعیف ہیں اور حسب عادت ائمہ حدیث کے وہ اقوال ذکر نہ کئے گئے جو ان دونوں کی توثیق میں کہے گئے، شعبۃ بن حجاج جیسے امام کو انتہائی بے شرمی کے ساتھ ناقابل اعتبار ثابت کرنے کی کوشش کی گئی جبکہ ان کے بارے میں امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ شعبہ کے زمانے میں ان سے بڑھ کر بلکہ ان جیسا بھی حدیث کا کوئی عالم نہ تھا، اور فرمایا کہ شعبہ تو علم "اسماء الرجال" میں اکیلے ایک جماعت کی مانند تھے، امام ایوب نے انہیں حدیث کا شاہسوار فرمایا، ابوالولید طیالسی کہتے ہیں کہ مجھ سے حماد بن سلمہ نے کہا کہ اگر تجھے حدیث چاہئے تو شعبہ کے ساتھ لگ جاؤ، حماد بن زید نے کہا کہ اگر شعبہ میرے موافق ہوں تو مجھے کسی کی مخالفت کی پرواہ نہیں، ابن مہدی کہتے ہیں کہ (سفیان) ثوری فرماتے تھے کہ شعبہ حدیث میں امیر المومنین ہیں، امام ابوحنیفہ نے ان کی تحسین کی، امام شافعی نے فرمایا اگر شعبہ نہ ہوتے تو عراق میں کوئی حدیث کو نہ جانتا، یزید بن زریع کہتے ہیں شعبہ حدیث میں سب سے زیادہ سچے تھے، یحییٰ قطان کہتے ہیں کہ میں نے حدیث میں شعبہ سے زیادہ اچھا کوئی نہیں دیکھا، یحییٰ (بن معین) کہتے ہیں کہ شعبہ "اسماء الرجال" کے سب سے بڑے عالم تھے، ابوداود کہتے ہیں کہ جب شعبہ کی وفات ہوئی تو سفیان (ثوری) نے کہا: حدیث کی موت ہوگئی، ابوداود نے کہا کہ پوری دنیا میں شعبہ سے زیادہ اچھی حدیث والا کوئی نہیں، ابن سعد نے کہا کہ وہ ثقہ، ثبت اور حجت ہیں، عجلی نے کہا کہ وہ ثقہ ہیں لیکن وہ اسماء الرجال میں تھوڑی غلطی کرتے تھے، ابن حبان نے انہیں ثقہ لوگوں میں شمار کیا ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ: وہ علم و فضل اور حفظ و اتقان میں اپنے زمانے کے سردار تھے، اور پھر حافظ ابن حجر عسقلانی اس بات کا جواب دیتے ہیں جو کچھ لوگوں نے کہی ہے کہ شعبہ اسماء الرجال (یعنی فن اسماء الرجال جس میں راویوں کے حالات بیان کئے جاتے ہیں) میں کبھی غلطی کرتے تھے، لکھا ہے کہ دارقطنی نے علل میں کہا ہے کہ چونکہ شعبہ حدیث کے متن کو یاد کرنے پر زیادہ

توجہ دیتے تھے اس لئے اسماء الرجال یا راویوں کے حالات بیان کرنے میں کبھی غلطی کرتے تھے ۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں تہذیب التہذیب ،جلد 2 صفحات 166 تا 170)

صحیح بخاری میں امام بخاری نے 800 کے قریب روایات شعبہ بن حجاج کے واسطے سے روایت کی ہیں ،اسی طرح امام مسلم نے بھی تقریباً اتنی ہی روایات اُن کے واسطے سے لی ہیں۔

خود مرزائی پاکٹ بک کے مصنف نے ''ابوالزبیر محمد بن مسلم مکی'' کو ضعیف ثابت کرنے کے لئے انہی امام شعبہ بن حجاج کا قول پیش کیا تھا جس میں اس نے ''یزنی'' کا ترجمہ ''زنا کرتا'' کیا تھا جیسا کہ پہلے گزرا۔

اسی طرح ایک اور راوی ''عبید اللہ بن معاذ العنبری'' کے بارے میں پاکٹ بک کے مصنف نے ابن معین کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ''وہ علم حدیث نہ جانتے تھے اور نہ یہ راوی کسی حیثیت کے ہیں'' (پاکٹ بک ،صفحہ 237) لیکن اسے وہیں یہ نظر نہ آیا کہ امام ابوحاتم نے ان کے بارے میں کہا کہ وہ ثقہ ہیں ،ابن حبان نے انہیں ثقہ لوگوں میں شمار کیا ہے ،معاذ بن المثنیٰ نے انہیں ثقہ کہا ہے ،امام بخاری نے ان کے واسطے سے سات احادیث ذکر کی ہیں اور امام مسلم نے ان کے واسطے سے 167 احادیث روایت کی ہیں ،رہی بات ابن معین کے قول کی تو وہ ابراہیم بن جنید نے بیان کیا ہے جس کی ان ائمہ کی توثیق کے بعد کوئی حیثیت نہیں۔

دوستو! ثابت ہوا کہ صحیح مسلم کی یہ دونوں روایات صحیح ترین ہیں اور ان سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ انہی عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے دجال کو قتل کرنے کے لئے آنا ہے جن کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شب معراج میں ملاقات ہوئی تھی اور جن کی شکل آپ نے عروہ بن مسعود ثقفیؓ کے مشابہ بتائی تھی۔

(جاری ہے)

ملک بھر کے چھوٹے بڑے شہروں میں یوم تشکر منایا اور پوری امت مسلمہ کو اس عظیم الشان کامیابی پر مبارکباد دی

لاہور .... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے لاہور، اسلام آباد، کراچی، پشاور، کوئٹہ، ملتان، راولپنڈی، گجرات، گوجرانوالہ، جہلم، چکوال، گوجرانوالہ قصور، شیخوپورہ، چنیوٹ، چناب نگر، جھنگ، فیصل آباد، ٹوبہ ٹیک سنگھ، اوکاڑہ، ساہیوال، سرگودھا، مظفر گڑھ، ڈیرہ غازیخان، راجن پور، چیچہ وطنی، خانیوال، بہاولپور، رحیم یار خان، سکھر، لاڑکانہ، حیدرآباد، نواب شاہ، میر پور خاص، ٹنڈو آدم، آزاد کشمیر، چترال اور گلگت بلتستان سمیت ملک بھر کے چھوٹے بڑے شہروں میں یوم ختم نبوت، یوم تشکر منایا اور پوری امت مسلمہ کو اس عظیم الشان کامیابی پر مبارکباد دی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا خواجہ عزیز احمد، مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی، مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا عبدالنعیم، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا راشد مدنی، مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا محمد حسین ناصر، مولانا محمد طیب فاروقی، مولانا توصیف احمد سمیت ملک بھر کے مبلغین اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے عہدیداران نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر خطبات جمعہ دیئے اور حالیہ تحریک کی تفصیل عوام کے سامنے رکھی۔ علماء کرام نے کہا کہ ختم نبوت حلف نامہ تبدیل ہونے کی تحقیقات ہونی چاہئے۔ پاک فوج نے ختم نبوت پر واضح موقف کا اظہار کر کے قوم کے دل جیت لئے ہیں۔ ختم نبوت کا پرانا حلف نامہ بحال ہونے پر پوری قوم کو مبارکباد دیتے ہیں۔ پارلیمنٹ میں موجود مذہبی و سیاسی شخصیات اور دینی جماعتوں کے نمائندے مجرمانہ غفلت کا مظاہرہ کرنے پر قوم سے معافی مانگیں۔ ان حالات میں دین اور ایمان کی حفاظت کے لئے ہر لحہ چوکس اور بیدار رہنے کی ضرورت ہے کہ مختلف حیلے بہانوں سے اسلامی قوانین کی روح ختم کرنے کی کوششوں کی مزاحمت کی جائے گی۔ حکومت طے شدہ معاملات کو چھیڑنے سے باز رہے۔ عقیدہ ختم نبوت ناموس رسالت کے تحفظ اور قادیانیوں سے متعلقہ قوانین کی حفاظت کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ علماء کرام نے ایک قرارداد کے ذریعے مطالبہ کیا کہ حکومت فوری طور پر وفاقی وزیر قانون کو عہدے سے ہٹا کر انصاف کے کٹہرے میں کھڑا کیا جائے اور وزارت قانون میں چھپے ہوئے قادیانیوں کو نکال کر ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ ناموس رسالت اور ختم نبوت پر پاک فوج کے دو ٹوک ایمان افروز موقف کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ حکومت نے ختم نبوت کی دفعات کو چھیڑ کر عالمی قوتوں کو جو پیغام دینا تھا وہ دے دیا ہے لیکن حکمرانوں کو شدید عوامی ردعمل سے معلوم ہو جانا چاہئے کہ آئین کی اسلامی شقوں کو چھیڑنا آگ سے کھیلنے کے مترادف ہے۔ عاشقان رسول نے بھرپور آواز اٹھا کر قادیانی لابی کی ناپاک سازش ناکام بنادی ہے۔ ختم نبوت کے حلف نامے میں تبدیلی کر کے غلطی نہیں سوچی سمجھی سازش تھی۔ زاہد حامد اس سازش کا مرکزی کردار تھا اس لئے وفاقی وزیر قانون کو برطرف کر کے گرفتار کیا جائے۔ پارلیمنٹ میں موجود مذہبی جماعتوں کے نمائندوں کی غفلت کی وجہ سے ختم نبوت کا حلف نامہ اقرار نامے میں تبدیل ہوا۔ ختم نبوت کا حلف نامہ تبدیل کرنے کے معاملے کی تحقیقات کے لئے جے آئی ٹی بنائی جائے اور ذمہ دار افراد کو عبرت کا نشان بنایا جائے تاکہ آئندہ کسی بدبخت کو اس طرح کی ناپاک حرکت کی جرأت نہ ہو۔

ایک عظیم علمی، ادبی، سوانحی اور تاریخی شاہکار دستاویز

چمنستانِ ختمِ نبوت کے گلہائے رنگارنگ

ایسے ۹۴۴ نفوسِ قدسیہ کا تذکرہ وسوانح، حالات وحکایات جنہوں نے عقیدہ ختم نبوت کے لئے خدمات سرانجام دیں۔

ترتیب شاہینِ ختمِ نبوت
مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ

تین جلدوں کا مکمل سیٹ قیمت صرف 500 روپے

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان پاکستان 061-4783486